ضلع خانیوال



مُعاشرتی عُلوم

تیسری جماعت کے لیے



ناشر:- فاضل مقبل اینڈ سنز ۴۳۔ اُردو بازار لاہور ۲ برائے: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ- لاہور

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔ لاہور۔
منظور کردہ۔ قومی ریویو کمیٹی وفاقی وزارتِ تعلیم حکومت پاکستان۔

مُصنّفین : مُدیر : نگران :

○ حفصہ جاوید ○ سیّد سبط حسن

طابع : سیّد مقبول حسین زیدی
ناشر : فاضل مقبل اینڈ سنز 14۔ اُردو بازار، لاہور 2
مطبع : ایچ۔ دائی۔ پرنٹرز۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا نام ——————— ہے۔

میں تیسری جماعت میں ہوں۔

یہ میری معاشرتی علوم کی کتاب ہے۔

فہرست مضامین

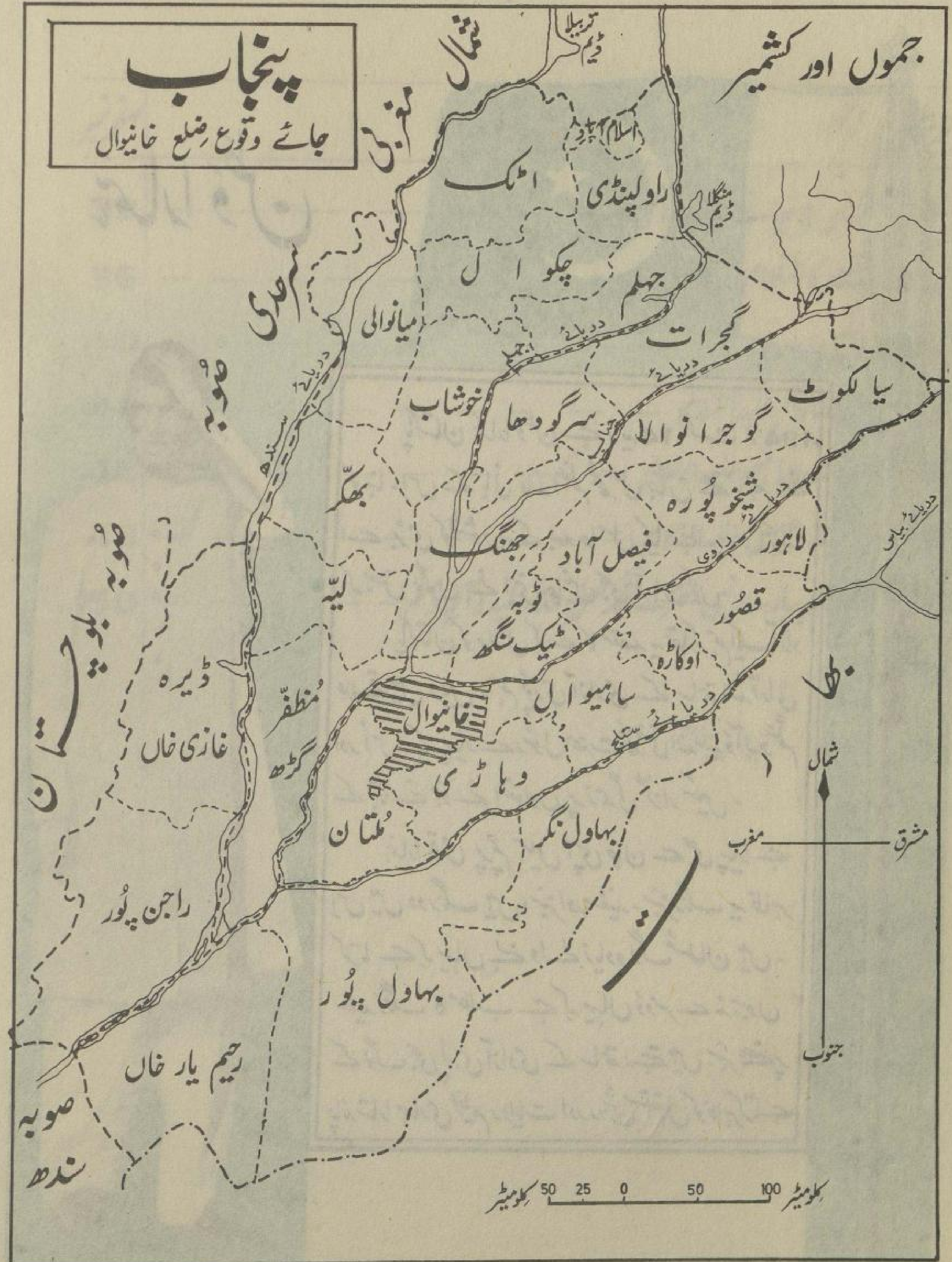
ہمارا وطن

پاکستان ہمارا وطن ہے۔ یہ 14 اگست 1947ء کو بنا۔ اِس کے بانی قائداعظم محمد علی جناح تھے۔ ہم نے اسے بڑی کوششوں کے بعد حاصل کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنی جانیں بھی قربان کیں۔

پاکستان کو حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک آزاد علاقے میں رہیں۔ ہم پوری آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسول حضرت محمد صلّی اللہُ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گزار سکیں۔

ہمارا قومی پرچم ہمیں اپنی جان سے بھی پیارا ہے۔ اِس میں دو رنگ ہیں، سبز اور سفید۔ سبز رنگ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں بسنے والے زیادہ لوگ مسلمان ہیں۔ سفید رنگ کا مطلب ہے کہ یہاں دوسرے مذہبوں کے لوگ بھی پوری آزادی کے ساتھ رہتے ہیں۔ سبز حصے پر چاند ستارا ہماری عظیم روایات اور روشن مستقبل کو ظاہر کرتا ہے۔




پنجاب
جائے وقوع ضلع خانیوال
جموں اور کشمیر
شمال مغربی سرحدی صوبہ
صوبہ بلوچستان
صوبہ سندھ
تربیلا ڈیم
منگلا ڈیم
اسلام آباد
اٹک
راولپنڈی
چکوال
جہلم
گجرات
میانوالی
خوشاب
سرگودھا
گوجرانوالا
سیالکوٹ
شیخوپورہ
لاہور
بھکر
جھنگ
فیصل آباد
قصور
لیہ
ٹوبہ ٹیک سنگھ
اوکاڑہ
ڈیرہ غازی خاں
مظفر گڑھ
خانیوال
ساہیوال
وہاڑی
ملتان
بہاول نگر
راجن پور
بہاول پور
رحیم یار خاں
بھارت
دریائے سندھ
دریائے جہلم
دریائے چناب
دریائے راوی
دریائے ستلج
دریائے بیاس
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
کلومیٹر 50 25 0 50 100 کلومیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا ضلع

ہمارا ضلع خانیوال پیارے وطن پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ پنجاب کا مطلب ہے پانچ دریاؤں سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج کی سرزمین پنجاب کا زیادہ تر حصہ میدانی ہے۔

صوبہ پنجاب کے کُل 29 اضلاع ہیں۔ ہمارا ضلع ان میں سے ایک ہے۔

حُدود اربعہ
ہمارے ضلع کے شمال میں دریائے راوی بہتا ہے۔ ضلع کا تھوڑا سا علاقہ دریائے راوی کے پار بھی ہے۔ دریا کے شمال میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ضلع جھنگ واقع ہیں۔ مشرق میں ہمارے ضلعے کی حد ساہیوال اور جنوب میں وہاڑی کے اضلاع سے ملتی ہے۔ جنوب مغرب میں ضلع ملتان واقع ہے۔ مغرب میں دریائے چناب ضلعے کی سرحد کے ساتھ بہتا ہے۔ جس کے پار ضلع مظفر گڑھ واقع ہے۔

ہمارے ضلعے کی تین تحصیلیں ہیں۔ میاں چنوں، خانیوال اور کبیر والا۔

سطح
ہمارا ضلع تقریباً ہموار میدانی علاقہ ہے۔ شمال مشرق سے جنوب مغرب کی طرف اس کی سطح معمولی ڈھلوان ہے۔ دریاؤں کے قریب کا علاقہ کچھ نیچا ہے۔ یہاں برسات میں سیلاب کا پانی آجاتا ہے۔ البتہ ضلع کا درمیانی حصہ قدرے اونچا ہے۔ جہاں سیلاب کا پانی نہیں پہنچتا۔

دریا
دو بڑے دریا ضلعے کی حدیں بناتے ہیں۔ شمال میں دریائے راوی مشرق

سے مغرب کی طرف بہتا ہے۔ یہ دریا مقصود پور کے قریب دریائے چناب میں جا مِلتا ہے۔ دریائے چناب اس ضِلعے کی مغربی حد کے ساتھ ساتھ شمال سے جنوب کو بہتا ہے۔

یہ دونوں دریا جموں و کشمیر کے برفانی پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔ برسات کے موسم میں پہاڑوں کی ڈھلانوں پر بارش ہوتی ہے اور برف پگھلتی ہے تو ان میں کبھی کبھی اتنا زیادہ پانی آ جاتا ہے کہ کناروں سے نِکل کر آس پاس کے علاقوں میں پھیل جاتا ہے۔ جس سے فصلوں اور بستیوں کو بہُت نقصان پہُنچتا ہے۔ ان دریاؤں پر بند باندھ کر بہُت سی نہریں نکالی گئی ہیں۔ جن کے پانی سے کھیتی باڑی کی جاتی ہے۔

تاریخ ضلع خانیوال

جولائی 1985ء سے پہلے خانیوال، ضلع ملتان کا حصّہ تھا۔ مگر لوگوں کی آسانی کے لیے اور اُنھیں مزید سہولتیں پُہنچانے کی غرض سے حکومت نے یکم جولائی 1985ء سے خانیوال تحصیل اور تحصیل کبیروالا کے علاقوں کو ملا کر ایک علیحدہ ضلعے کا درجہ دے دیا ہے۔

مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس علاقے پر سندھ کا ایک ہندو راجا داہر حکومت کرتا تھا۔ اس کے آدمیوں نے مُسلمان تاجروں کے جہاز لُوٹ لیے اور عورتوں و بچوں کو قیدی بنا لیا۔ مُسلمانوں کے خلیفہ کے کہنے پر بھی راجا داہر نے نہ عورتوں اور بچوں کو رہا کیا اور نہ ہی سامان واپس کیا۔

اس پر مسلمانوں کے خلیفہ نے محمّد بن قاسم کو فوج دے کر بھیجا۔ محمّد بن قاسم کی عمر اس وقت سترہ سال تھی۔ لیکن وہ بڑا بہادر اور سمجھ دار تھا۔ اس نے راجا داہر کو شکست دے کر اس علاقے کے لوگوں کو راجا داہر کے ظلم وستم سے نجات دلائی۔ مگر یہ اسلام کا عظیم سپاہی واپس چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور مسلمان بادشاہ محمود غزنوی آیا۔ اس نے ہندو راجاؤں کو شکست دے کر پنجاب کو آزاد کروایا۔ اس طرح خانیوال کا علاقہ بھی اس کی حکومت میں شامل ہو گیا۔

سلطان محمود غزنوی کے بعد کئی اور مسلمان بادشاہوں نے اس علاقے پر

حکومت کی ۔مگر ان میں مغلیہ خاندان بہُت مشہور ہے ۔اس خاندان کی حکومت کی بنیاد بابر بادشاہ نے رکھی تھی جو کابل (افغانستان) سے اس علاقے میں آیا تھا۔ مغلوں کی حکومت کمزور ہوئی تو افغانستان کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے اس علاقے پر حملے شروع کر دیے۔آخر اس نے ہمارے ضِلعے کا علاقہ بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ اس نے نواب مظفر خان کو اس علاقے کا گورنر بنا دیا۔ جس نے یہاں چالیس سال حکومت کی۔

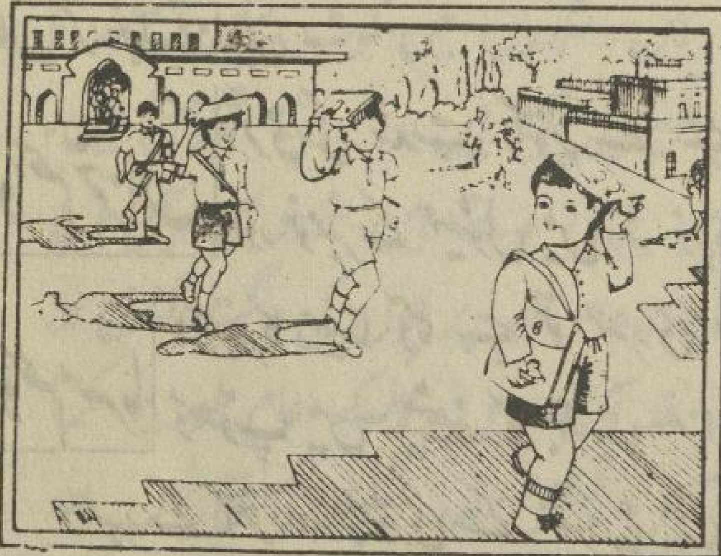
اس زمانے میں سکھوں کے مشہور راجا رنجیت سنگھ نے اس علاقے پر قبضہ کرنے کی بار بار کوشش کی مگر نواب مظفر خان نے اسے ہر بار شکست دی۔مگر وہ آخر کب تک اکیلا لڑتا، دوسرے مسلمان راجا اس کی مدد نہ کرتے تھے۔آخر اس علاقے پر رنجیت سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔

رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر اس علاقے پر قبضہ کر لیا۔

مسلمان انگریزوں کی حکومت کو پسند نہ کرتے تھے اس لیے اس علاقے کے مسلمانوں نے دوسرے مسلمان بھائیوں سے مِل کر انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ ہمارے پیارے قائدِاعظم محمد علی جناحؒ کی رہنمائی میں انگریزوں کو اس علاقے سے نکال دیا گیا اور 14 اگست 1947 کو مسلمانوں کا الگ ملک پاکستان بن گیا۔ اب پاکستان میں سب ہنسی خُوشی زندگی گزار رہے ہیں۔

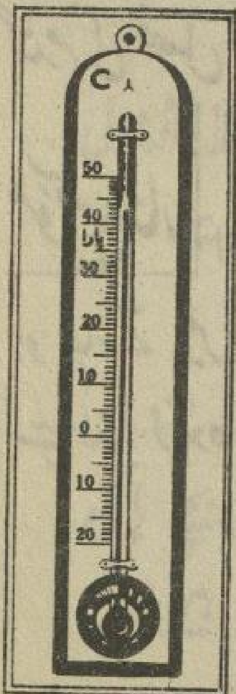
مَوسم اور آب و ہوا

ہمارے ہاں کبھی گرمی پڑتی ہے اور کبھی سردی۔ کئی مہینے ایسے بھی آتے ہیں۔ جب نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے نہ زیادہ سردی۔ ان بدلتے ہوئے موسموں کی سارے سال کی حالت کو "آب و ہوا" کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارے ضِلعے کے چار موسم ہیں۔



مَوسم گرما

ہمارے ضِلعے میں گرمیوں کا موسم بہُت لمبا ہوتا ہے۔ اپریل میں گرمی شروع ہو جاتی ہے اور اکتوبر تک گرمی رہتی ہے۔ سکول سے آتے وقت کچھُ بچے تو دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ تاکہ تھوڑی دُور سائے میں چل سکیں لیکن دوپہر کے وقت سایہ بھی تو بہُت چھوٹا ہوتا ہے۔ سُورج ڈھلے گا تو سائے بھی لمبے ہونے شرُوع ہو جائیں گے۔ گھر پہُنچتے پہُنچتے بچوں کے کپڑے پسینے سے بھیگ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو؟ ذرا تھرما میٹر کی طرف تو دیکھیں، درجہ حرارت 45 سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا ہے۔



ہمارے ضِلع میں مئی، جُون، جُولائی کے مہینے میں سخت گرمی ہوتی ہے۔ یہ گرمیوں کے دن بھی کتنے لمبے ہوتے ہیں۔ختم ہونے کو نہیں آتے۔ راتیں اتنی چھوٹی ہوتی ہیں کہ ادھر آنکھ لگی، ادھر فجر کی اذان سُنائی دینے لگی۔

گرمیوں کے مَوسم میں جُولائی اور اگست کے مہینوں میں کچھ بارشیں ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی سال ایسا بھی آتا ہے۔ جب بارش اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ دریاؤں میں سیلاب آ جاتے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں اور کئی کچے مکان گر جاتے ہیں۔

مَوسمِ خزاں

گرمی کی شدت اکتوبر کے مہینے میں کم ہو جاتی ہے۔ اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔

مَوسمِ سرما

دسمبر کا مہینا آتا ہے تو سردی ساتھ لاتا ہے۔ دن کے وقت دُھوپ میں بیٹھنے کا بہُت مزا آتا ہے۔

دسمبر کے آخر اور جنوری کے شرُوع میں ہلکی ہلکی بارش ہوتی ہے۔ جو گندم کی فصل کے لیے بہُت مفید ہوتی ہے۔ کسان اسے "سونے کی بوند" کہتے ہیں۔

مَوسمِ بہار

فروری کے آخر میں موسم بدلنا شرُوع ہو جاتا ہے۔ درخت نئے پتے اور ٹہنیاں نکالتے ہیں اور تھوڑے ہی دنوں میں ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ یہ بہار کا موسم بھی کیسا سہانا ہوتا ہے نہ زیادہ گرمی ہے نہ زیادہ سردی۔ پھول کِھلتے ہیں اور باغوں میں خوب رونق ہوتی ہے۔

لوگ

ہمارے ضلع میں قریباً 13 لاکھ 70 ہزار لوگ رہتے ہیں۔ ہمارے ضلعے کے لوگ بہُت محنتی ہیں زیادہ تر کھیتی باڑی کرتے ہیں کچُھ کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ زیادہ لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ مرد اکثر قمیص، کرتا اور شلوار پہنتے ہیں۔ بعض تہمد باندھتے ہیں۔ شہروں میں کوٹ پتلون پہننے کا عام رواج ہے۔ عورتیں زیادہ تر شلوار، قمیص پہنتی ہیں اور دوپٹا اُوڑھتی ہیں۔

ہمارے ضلعے کے اکثر بچے گھر میں پنجابی بولتے ہیں۔ اُردو بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اُردو ہماری قومی زبان ہے۔ عام طور پر بچوں کی رنگت گندمی اور قد لمبا ہوتا ہے۔ اکثر بچے تندرست نظر آتے ہیں۔ لڑکے عام طور پر کرتا یا قمیص اور شلوار پہنتے ہیں۔ لڑکیاں قمیص اور شلوار پہنتی ہیں اور دوپٹا اُوڑھتی ہیں۔

روٹی، گوشت، دال اور ترکاری عام غذا ہے۔ کچی سبزیاں مثلاً ٹماٹر، مولی گاجر، کھیرا، ککڑی وغیرہ بھی پسند کی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔

کھیل

بچوں کو کھلے میدان میں کھیلے جانے والے کھیل بہُت پسند ہیں۔ مثلاً گُلی ڈنڈا، کبڈی اور کُشتی زیادہ پسند ہیں۔ شہروں میں بچے ہاکی اور کرکٹ شوق سے کھیلتے ہیں اور سکول میں وہ لِکھنا پڑھنا سیکھتے ہیں۔

مَردُم شُماری

ہر دس سال کے بعد محکمہ مَردُم شُماری آبادی کے بڑھنے یا گھٹنے کا حساب لگاتا ہے۔ اس محکمے کے مقرر کردہ آدمی گھر گھر جا کر ایک فارم پُر کرواتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس گھر میں کتنے لوگ رہتے ہیں۔ یہ بھی حساب لگایا جاتا ہے کہ ان میں بچے کتنے ہیں۔ جوان کتنے ہیں۔ اور بوڑھے کتنے ہیں۔ یہ بھی معلوم کرتے ہیں کہ کتنے پڑھے ہوئے ہیں اور کتنے ان پڑھ۔

جب یہ فارم جمع ہو جاتے ہیں تو ان میں درج کی ہوئی تعداد کو گن لیا جاتا ہے۔ اس طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک شہر کی آبادی کتنی ہے۔ اس طرح پورے ملک کی آبادی کا پتا لگایا جاتا ہے۔ ہمارے ضلعے کی آبادی قریباً 13 لاکھ 70 ہزار ہے۔ پچھلے دس سال میں آبادی میں اضافے کی رفتار بہُت زیادہ ہے۔

جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پینے اور استعمال کرنے کی دیگر چیزوں کی پیداوار بھی بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ ہر انسان زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری چیزیں آسانی سے حاصل کر سکے۔ جن میں غذا لباس، تعلیم، علاج اور رہائش شامل ہیں۔

پیشے

آپ صبح صاف ستھرے کپڑے پہن کر سکول جانے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ ناشتا کرتے ہیں۔ پیدل، سائیکل پر یا بس میں سکول جاتے ہیں۔ سکول میں آپ کو کتابوں، کاپیوں اور پنسلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ان سب ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے روپے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لیے آپ کے ابّا اور امی کام کرتے ہیں۔ آپ دوسری جماعت میں پڑھ چکے ہیں کہ موچی جوتا تیار کرتا ہے، حجام بال ٹھیک کرتا ہے، درزی کپڑے سیتا ہے، ترکھان اور مستری مکان بناتے ہیں۔ ان کے



علاوہ بھی ہمارے ضِلعے میں لوگ کئی کام کرتے ہیں۔ بعض دفتر میں ملازم ہیں۔ بعض کارخانے میں اور بعض کھیتی باڑی کرکے ہم سب کے لیے اناج اُگاتے ہیں۔ بعض لوگ جانور پالتے ہیں تاکہ ہمیں گوشت، دُودھ اور اُون وغیرہ مِل سکے۔

ان سب کاموں کو "پیشے" کہتے ہیں۔ آؤ دیکھیں کہ ہمارے ضِلعے کے

خاص خاص پیشے کیا ہیں۔

کھیتی باڑی

عابدہ تیسری جماعت میں پڑھتی ہے۔ وہ اپنی نانی اماں کے پاس شہر میں رہتی ہے۔ اس کے والد گاؤں میں رہتے ہیں۔ ان کے پاس کچھ زمین ہے۔ جس میں وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

عابدہ سردیوں کی چھٹیوں میں گاؤں آئی تو اسے ہرے بھرے کھیت بہت اچھے لگے۔ اس نے دیکھا کہ اس کے والد اور بھائی بہت محنت کرتے ہیں۔ صبح سویرے ہل جوتتے ہیں اور کئی گھنٹے ہل چلاتے رہتے ہیں۔ تھوڑی سی زمین میں سے بہت سے گیہوں اور دالیں اُگا لیتے ہیں۔ سبزیاں بھی کاشت کرتے ہیں۔ اس کے بھائی صبح سویرے مُولی، گاجر، شلجم اور گوبھی ریڑھے پر لاد کر منڈی لے جاتے ہیں۔ منڈی سے یہ سبزیاں دکان دار خرید لیتے ہیں۔

کھیتوں میں سب مِل کر کام کرتے ہیں۔ کوئی گوڈی کرتا ہے۔ کوئی کھیتوں کو پانی دیتا ہے اور کوئی جانوروں کے لیے چارا کاٹتا ہے۔

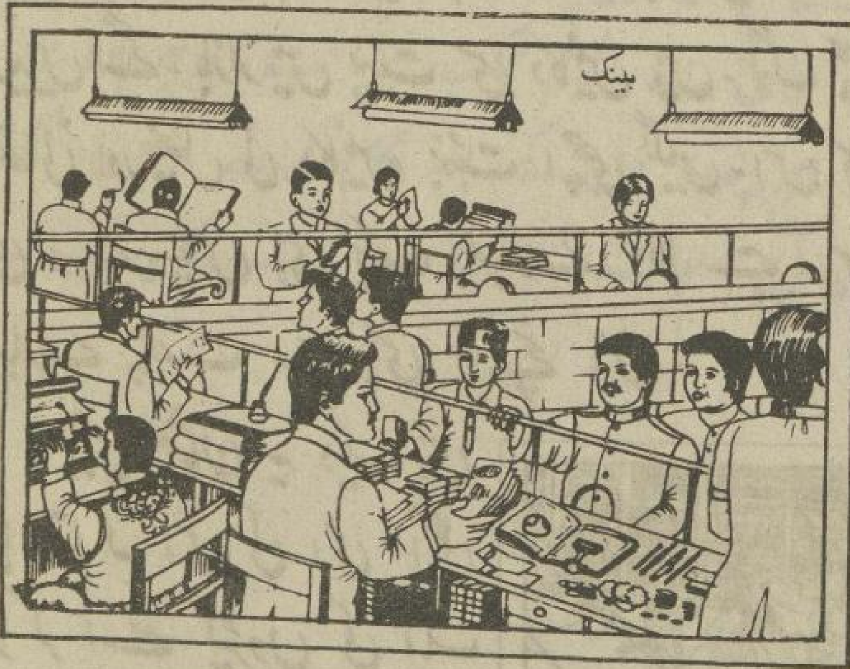
عابدہ کے گھر میں دو بھینسیں ہیں۔ دونوں بہت دُودھ دیتی ہیں۔ امی دیگچہ بھر کر دُودھ اُبالتی ہیں۔ ذرا ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو ایک ایک گلاس سب کو پینے کے لیے دیتی ہیں۔ عابدہ خوش ہو کر دُودھ پیتی ہے۔ اسے سکول میں بتایا گیا ہے کہ دُودھ پینے سے صحت اچھی ہوتی ہے۔

عابدہ کے ہاں بھیڑیں بھی ہیں۔ بھیڑیں دن بھر گھاس چرتی ہیں اور بچے ان کے پیچھے بھاگتے ہیں عابدہ بھی ان سے خُوب کھیلتی ہے۔ بھیڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے آدمی نے بتایا کہ جب بھیڑوں کے جسموں پر

اُون لمبی اور گھنی ہو جاتی ہے تو کاٹ کر بیچ دی جاتی ہے۔ کارخانوں میں اُون سے گرم کپڑا بنتا ہے۔

دفتری ملازمت

خالد کے بھائی دفتر میں کام کرتے ہیں۔ ان کا دفتر "بینک" کہلاتا ہے۔ وہ صُبح سویرے جاتے ہیں اور شام کو دیر سے واپس آتے ہیں امی کہتی ہیں کہ بینک میں بہُت کام ہوتا ہے۔ روزانہ بینک میں بہُت سے لوگ آتے ہیں۔ کوئی رُوپے جمع کرواتا ہے۔ کوئی رُوپے نکلواتا ہے۔



خالد کے بھائی کے ساتھ اور بھی بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں۔ کوئی لوگوں کو پیسے ادا کرتا ہے، کوئی پیسے وصول کرتا ہے۔ اس لین دین کا حساب ایک آدمی رجسٹر میں درج کرتا ہے۔

بینک کے بڑے دروازے پر ایک بندوق والا چوکیدار بیٹھا رہتا ہے۔ وہ بینک کی حفاظت کرتا ہے۔ بینک کے مینیجر سب کام کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور خالد کے بھائی کو خط لکھوا دیتے ہیں جسے وہ ٹائپ

کر دیتے ہیں۔ وہ خط دُور دُور تک دفتروں میں جاتے ہیں۔اس لیے خالد کے بھائی ان خطوں کو بہُت احتیاط سے ٹائپ کرتے ہیں۔

دفتر کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ہر ایک دفتر میں علیحدہ علیحدہ قسم کا کام ہوتا ہے۔

دکان داری

آج عثمان بہُت خوش ہے۔وہ اپنی امی اور ابا کے ساتھ بازار آیا ہے۔ وہ سب عید کے لیے نئے کپڑے اور جُوتے خریدیں گے۔ بازار میں بہُت سی دکانیں ہیں۔ لوگ بھی بہُت ہیں۔ عثمان کو مٹھائی اور پھل کی دکانیں بہُت اچھی لگیں۔اس کا جی چاہا کہ اُنھیں دیکھتا ہی رہے۔ پاس ہی ایک غبارے والا ہے۔اس کے رنگ رنگ کے غبارے چھت سے بھی اُونچے ہیں۔



ابھی عثمان یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کی امی انگلی پکڑ کر اسے کپڑوں کی ایک دکان پر لے گئیں۔ دکان دار نے اسے بہُت سے رنگوں کے کپڑے دکھائے۔عثمان نے اپنے لیے گلابی رنگ کا کپڑا پسند کیا۔ اُنھوں نے ساتھ والی دکان سے براؤن جُوتے بھی خریدے۔

عثمان کے ابا عثمان کو پھل کی ایک دکان پر لے گئے وہاں سے

اس نے مالٹے خریدے۔ عثمان کے ابا نے اسے مٹھائی کا ایک ڈبا بھی لے دیا۔ عثمان نے سوچا کہ وہ ڈبے کو افطار کے وقت کھولے گا۔ تب امی اور ابا بھی کھا سکیں گے۔ بازار سے نِکلتے وقت عثمان نے کہانیوں کی ایک کِتاب بھی خریدی۔

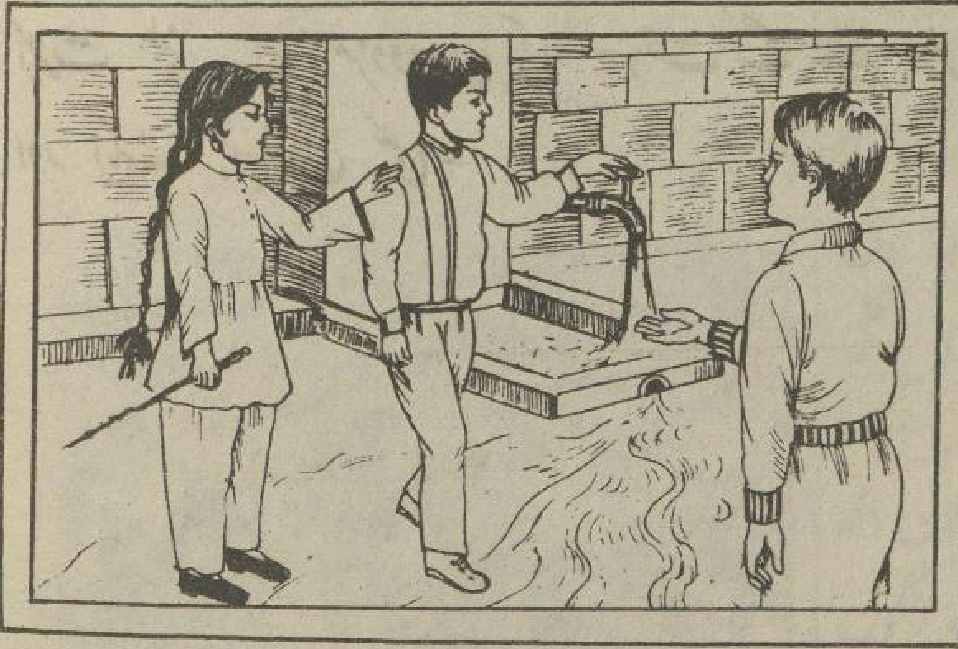
کارخانوں کی مزدُوری

اسلم کے ابا ایک کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ یہ کپاس بیلنے کا کارخانہ ہے۔

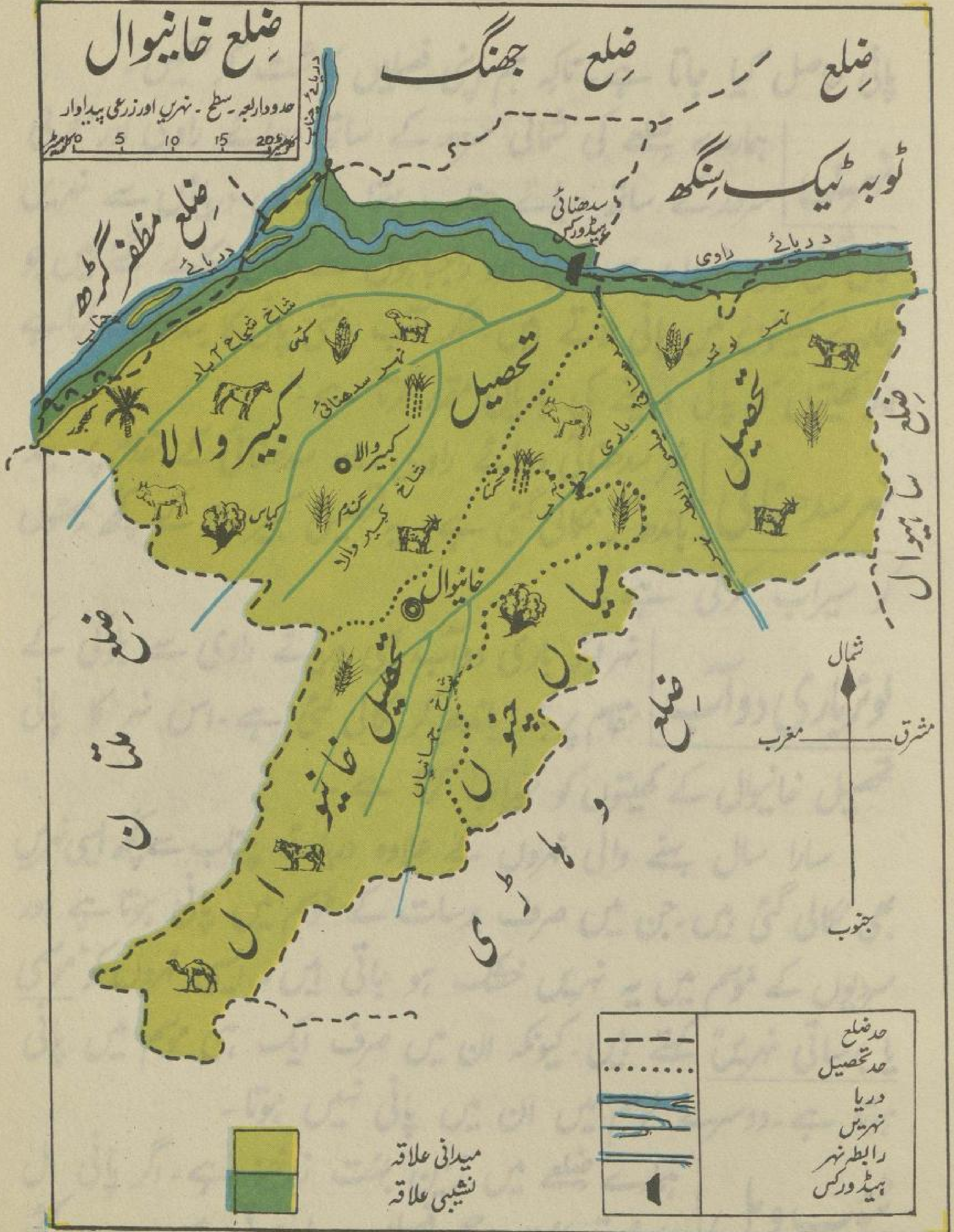
کام صُبح آٹھ بجے سے پانچ بجے شام تک ہوتا ہے۔ دوپہر بارہ بجے کھانے کی چھٹی ہوتی ہے۔ ہر پندرہ دن کے بعد کام کرنے والوں کو اُجرت ملتی ہے۔ مزدوروں کی سہولت کے لیے وہاں ایک دُکان بھی ہے۔ اور ایک ہسپتال بھی۔

آب پاشی

نہ بھئی ! ایسا نہ کرو۔ پانی پی چکے ہو تو ٹونٹی بند کر دو۔ اس طرح پانی بھی ضائع ہو رہا ہے اور تم دونوں کے کپڑوں پر گندے چھینٹے بھی پڑ رہے ہیں۔ اگر اس طرح پانی ضائع ہوتا رہا تو ہمیں پانی کم ملے گا۔ نہانے اور کپڑے دُھونے میں دقت ہو گی۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا فرمان ہے کہ پانی کو ضائع نہ کرو۔ حتیٰ کہ وضو کے لیے بھی اتنا ہی پانی استعمال کریں۔ جتنے پانی کی ضُرورت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی کی نعمت دو طرح سے عطا کی



ہے۔ ایک بارش کے ذریعے اور دوسرے ان ذخیروں سے جو زمین کے اندر موجود ہیں۔ ہمارے ضِلعے میں بارش کم ہوتی ہے۔ صرف دریاؤں کا پانی کھیتی باڑی کے لیے کافی نہیں۔ اس لیے کنویں کھود کر سطح زمین کے نیچے سے


ضلع خانیوال
حدود اربعہ ـ سطح ـ نہریں اور زرعی پیداوار
0 5 10 15 20
ضلع جھنگ
ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
ضلع مظفر گڑھ
دریائے راوی
سدھنائی ہیڈورکس
تحصیل کبیروالا
کبیروالا
خانیوال
نہر سدھنائی
شاخ شجاع آباد
مکئی
کپاس
گندم
تحصیل خانیوال
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
حد ضلع
حد تحصیل
دریا
نہریں
رابطہ نہر
ہیڈورکس
میدانی علاقہ
نشیبی علاقہ

پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہم اپنی فصلیں کاشت کر سکیں۔

نہریں

ہمارے ضِلعے کی شمالی سرحد کے ساتھ دریائے راوی اور مغربی سرحد کے ساتھ دریائے چناب بہتا ہے۔ ان دریاؤں سے نہریں نکالی گئی ہیں۔ نہروں سے راجباہ اور راجباہوں سے کھال نکالے گئے ہیں جو ہمارے کھیتوں میں پانی لاتے ہیں۔ محکمہ آب پاشی پانی کا بندوبست کرتا ہے اور کھیتوں کو پانی دینے کی باریاں مقرر کرتا ہے۔

نہر سدھنائی

نہر سدھنائی دریائے راوی سے سدھنائی کے مقام پر بند باندھ کر نکالی گئی ہے۔ یہ تحصیل کبیر والا کے کچھ حِصّوں کو سیراب کرتی ہے۔

لوئر باری دوآب

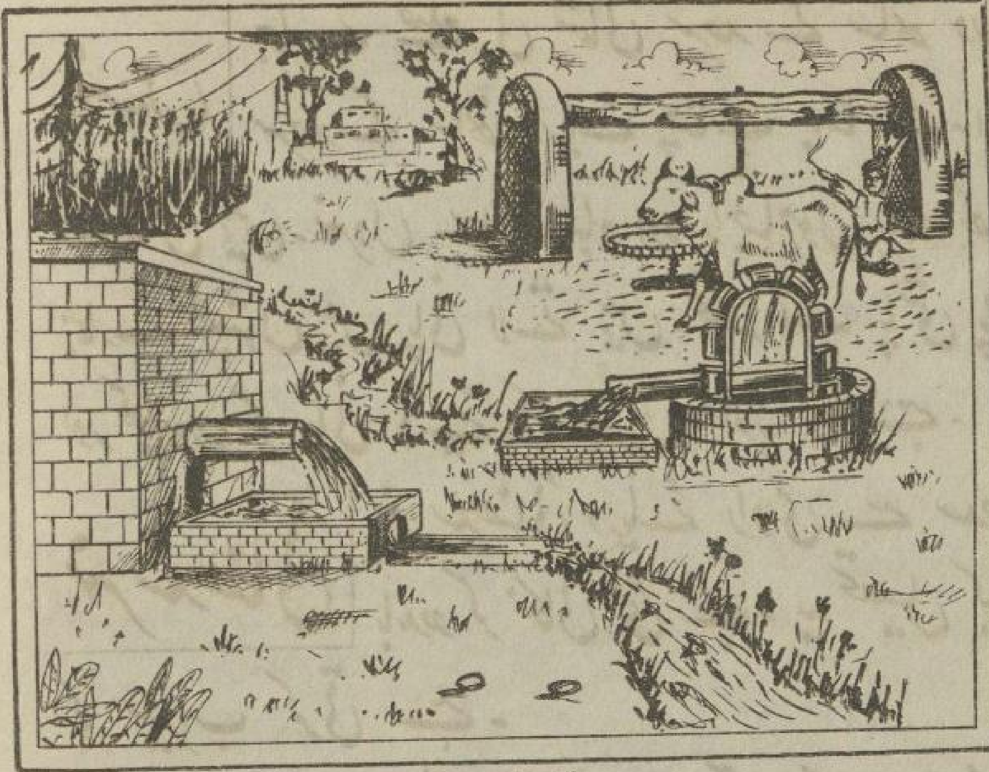
نہر لوئر باری دوآب بھی دریائے راوی سے بلوکی کے مقام پر بند باندھ کر نکالی گئی ہے۔ اس نہر کا پانی تحصیل خانیوال کے کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔

سارا سال بہنے والی نہروں کے علاوہ دریائے چناب سے کچھ ایسی نہریں بھی نکالی گئی ہیں۔ جن میں صرف برسات کے مَوسم میں پانی ہوتا ہے اور سردیوں کے مَوسم میں یہ نہریں خشک ہو جاتی ہیں۔ ایسی نہروں کو "موسمی یا برساتی نہریں" کہتے ہیں۔ کیونکہ ان میں صرف ایک ہی موسم میں پانی ہوتا ہے۔ دوسرے مَوسم میں ان میں پانی نہیں ہوتا۔

ٹیُوب ویل

ہمارے ضِلعے میں زمین بہُت زرخیز ہے۔ اگر پانی مِل جائے تو بہُت اچھی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب کئی

جگہوں پر ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ بجلی یا ڈیزل سے چلنے والے



انجن زمین سے پانی کھینچتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے بہُت سے کھیت سیراب ہو جاتے ہیں۔ حکومت بھی ٹیوب ویل لگانے میں کسانوں کی مدد کرتی ہے۔

کنویں جن علاقوں میں زمین نرم ہے اور کم گہرائی پر پانی نکل آتا ہے۔ وہاں کنویں کھود کر رہٹ لگائے گئے ہیں۔ رہٹ کو عام طور پر بیل چلاتے ہیں یہ بھی سارا دن کام کریں تو بہُت سے کھیت سیراب ہو جاتے ہیں۔

ہمارے درخت اور چراگاہیں

ہمارے ضلعے میں بارش کم ہوتی ہے۔ اس لیے خود رو جنگلات بہُت کم پائے جاتے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں شیشم، جنڈ، کیکر اور کریر کے جھنڈ نظر آتے ہیں یا کانٹے دار جھاڑیاں خشک اور بنجر علاقے میں پائی جاتی ہیں۔

نہروں سے پہلے ہمارے ضلعے میں ریت کی آندھیاں چلتی تھیں۔ ان آندھیوں کو روکنے کے لیے بہُت سے درخت لگائے گئے ہیں۔ درختوں کی وجہ سے آندھیاں بھی کم ہو گئیں اور گرمی کی اتنی شدت بھی نہیں رہی۔ درخت لگانے کا کام محکمہ جنگلات سر انجام دیتا ہے۔

دریاؤں کے کناروں پر ہمیشہ نمی رہتی ہے اور برسات کے موسم میں پانی کناروں سے اکثر باہر بھی نکل آتا ہے۔ اس لیے دریاؤں کے کناروں کے ساتھ ساتھ کئی جگہوں پر جنگلات اُگ آئے ہیں۔ ایسے جنگلات کو "بیلے" کہتے ہیں۔ ان جنگلات میں پیپل، شہتوت، شیشم اور کیکر کے درخت عام پائے جاتے ہیں۔

محکمہ جنگلات نے کئی ایک چھوٹے بڑے ذخیرے لگائے ہیں۔ ان میں سے تحصیل خانیوال میں ایک بہُت بڑا جنگل ہے۔ اس میں شیشم، شہتوت، کیکر اور سفیدے کے درخت لگائے گئے ہیں۔ یہ سارے درخت بہُت ہی کارآمد ہیں۔ شیشم کی لکڑی فرنیچر کے لیے بہُت پسند کی جاتی ہے۔ اکثر سکولوں کی میزیں

اور کرسیاں بھی اسی لکڑی سے بنی ہوئی ہیں۔ شہتوت کی لکڑی سے کھیلوں کا سامان بنایا جاتا ہے اور اس کی ٹہنیوں سے عورتیں ٹوکریاں بناتی ہیں۔



ہمارے ضِلعے کی سڑکوں کے دونوں کناروں پر بھی درخت لگائے ہیں محکمہ جنگلات نے ان سڑکوں کے کناروں ہی پر نرسریاں بنائی ہوئی ہیں۔ جن میں درختوں کے چھوٹے چھوٹے پودے اُگائے جاتے ہیں اور جہاں بھی ضُرورت ہو پودوں کو گاچی سمیت نکال کر وہاں لگا دیتے ہیں۔

محکمہ جنگلات سال میں دو مرتبہ نئے پودے لگانے کی مہم چلاتا ہے۔ ایک فروری میں اور دوسری اگست میں۔ اگست برسات کا موسم ہوتا ہے اور فروری موسم بہار کی آمد کا وقت۔ ان دنوں محکمہ جنگلات ہزاروں نئے پودے لگاتا ہے۔ ان دنوں پودے سستے بھی مل جاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اپنے سکول اور گھر کے صحنوں میں پودے لگائیں اور اس طرح محکمہ جنگلات کی مہم کو کامیاب بنائیں۔

ہمارے ضِلعے میں اچھی چراگاہیں بھی ہیں۔ بیلوں میں اچھی قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ یہاں جو جھاڑیاں اور پودے پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر مویشی اور بکریاں چرائی جاتی ہیں۔

ہماری فصلیں

ہمارے ضلعے کے لوگوں کا عام پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ نہروں کی بدولت اب سارا سال فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ موسم سرما میں کاشت ہونے والی فصلوں کو "ربیع کی فصلیں" کہتے ہیں۔ انھیں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ موسم گرما میں کاشت ہونے والی فصل کو "فصل خریف" کہتے ہیں۔ انھیں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آیئے اپنے ضلعے کی فصلوں کا حال پڑھیں۔

کپاس

کپاس کی فصل کے لیے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کپاس ہمارے کسانوں کی بہت آمدنی والی فصل ہے۔ اس لیے وہ اس پر بہت محنت کرتے ہیں۔ فصل تیار ہونے تک دو تین دفعہ گوڈی کرتے ہیں۔ اس سے زمین بھی نرم ہو جاتی ہے اور اس میں جڑی بوٹیاں اور گھاس بھی نکل جاتی ہے محکمہ زراعت والے ٹھیک ہی تو کہتے ہیں۔ "جتنی گوڈی اتنی ڈوڈی"۔



محکمہ زراعت بھی کسانوں کی ہر طرح مدد کرتا ہے۔ اُنھیں کھاد مہیّا کرتا ہے۔ جس سے فصل بہُت اچھی ہو جاتی ہے۔ کیڑے اور سنڈیاں کپاس کے پودے کی دشمن ہیں۔ ان کو مارنے کے لیے محکمہ زراعت کے ہوائی جہاز کھیتوں پر دوائی چھڑکتے ہیں۔ جس سے یہ کیڑے اور سنڈیاں مر جاتی ہیں۔

ہمارے ضِلعے میں قریباً یہ ساری کپاس امریکن قسم کی ہے جسے "نرما" کہتے ہیں۔ اس کپاس سے ملائم اور باریک دھاگا بنتا ہے۔ جس سے عُمدہ قسم کا کپڑا تیار ہوتا ہے۔ ہم کپاس دوسرے ضِلع میں بھی بھیجتے ہیں اور پاکستان سے باہر کے ملکوں میں بھی۔ وہاں سے اس کے بدلے مشینری منگوائی جاتی ہے۔

گندم

شروع سردیوں یعنی نومبر میں کاشت کی جاتی ہے۔ گندم کی بہتر قسم کاشت کی جاتی ہے۔ تاکہ بہُت مقدار میں پیداوار حاصل ہو۔

ہمارے ضِلعے میں عام طور پر گندم کے بہُت بڑے بڑے کھیت ہیں۔ ان کھیتوں میں ٹریکٹر استعمال کیے جاتے ہیں۔ محنت کرنے والے کسان اُنھیں کھیتوں میں گندم کے علاوہ سال میں دوسری فصلیں بھی کاشت کرتے ہیں۔

گندم کی فصل اپریل میں پک جاتی ہے۔ کسان لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ سٹے پیلے پڑیں اور وہ کاٹنا شروع کرے۔ کسان ان دنوں فارغ ہوتا ہے۔ اس لیے خوشی میلوں میں شریک ہوتا ہے۔ فصل پکتے ہی کسان میلوں ٹھیلوں کو چھوڑ کر فصل کاٹنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔ پکے ہوئے پودے درانتی سے کاٹتا ہے اور گٹھے بنا کر رکھتا جاتا ہے۔ ان گٹھوں کا ڈھیر ایک جگہ لگا دیتا ہے۔ تاکہ کٹائی سے

فارغ ہو کر گاہ سکے۔ دانے الگ کرے اور بھس الگ۔ بھس بھی بڑے کام کی چیز ہے۔ کسان سارا سال یہ بھس اپنے ڈھور ڈنگروں کو کھلاتا ہے۔

گنا قریباً سارے سال کی فصل ہے۔ اس کی کاشت عام طور پر فروری کے مہینے میں شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے زرخیز زمین زیادہ پانی اور کھاد ضروری ہوتی ہے۔ نومبر دسمبر میں گنے کی فصل تیار ہوتی ہے۔

چاول ہمارے ضلعے میں اب چاول کی کاشت بھی شروع ہو گئی ہے۔ چاول کی بوائی مئی اور جون میں ہوتی ہے۔ چاولوں کے بیج پہلے چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں اُگائے جاتے ہیں۔ ان چھوٹے پودوں کو "پنیری" کہتے ہیں۔ ایک طرف پنیری تیار ہوتی ہے تو دوسری طرف کسان چاول کاشت کرنے کے لیے بڑے بڑے کھیت تیار کرتا ہے۔ چاول کے کھیت کو قریباً ہموار تیار کیا جاتا ہے۔ اور کھیت کے کناروں کو ذرا اُونچا کر دیا جاتا ہے تاکہ پانی وہاں کھڑا رہ سکے۔ کھیت تیار ہونے پر پنیری کو اس میں لگا دیا جاتا ہے۔

اکتوبر کے آخر میں فصل پک جاتی ہے تو کسان اسے کاٹ کر گٹھے بنا لیتے ہیں اور دھان کو ڈنٹھلوں سے علٰحدہ کر لیتے ہیں۔ چاول کے ڈنٹھل کو "پرالی" کہتے ہیں۔ پرالی سے گتّا اور کاغذ بنایا جاتا ہے۔ مویشی بھی اسے شوق سے کھاتے ہیں۔

مکئی گرمیوں کی فصل ہے۔ اسے زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھٹے پکنے سے پہلے کافی فصل کاٹ کر مویشیوں کو چارے کے طور پر ڈال دی جاتی ہے۔ اس کے تنے میں بہت رس ہوتا ہے۔ جسے مویشی بہت پسند کرتے

ہیں۔ مکئی کے ہرے بھٹے کوئلوں پر بھون کر کھانے میں بڑا مزا آتا ہے۔

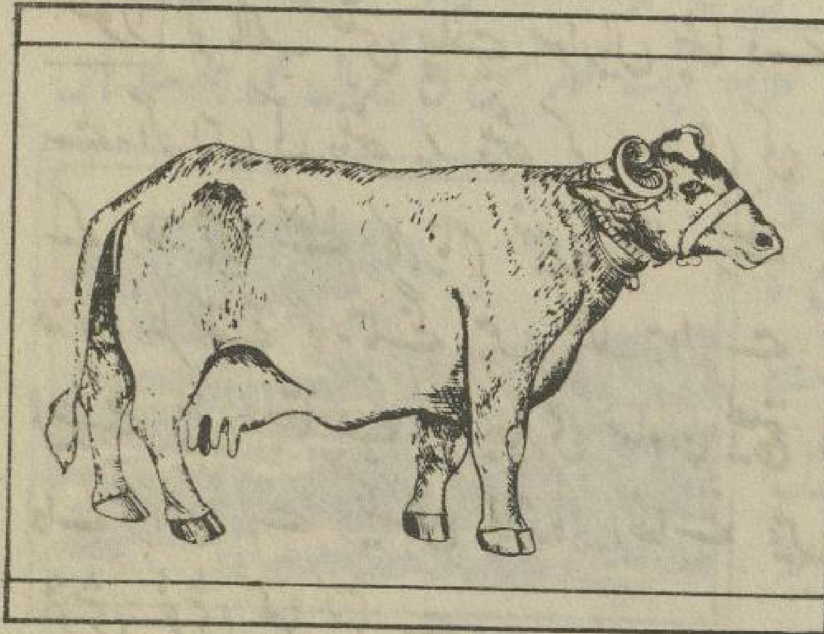
ہمارے ضِلعے میں بہت سے مویشی پالے جاتے ہیں۔ ان کے کھانے کے لیے چارا بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ مکئی اور جوار کے علاوہ برسیم، شٹالا، لوسرن وغیرہ بھی چارے کے لیے خاص پودے ہیں۔

ہم روزانہ سبزیاں کھاتے ہیں۔ سبزیوں کا استعمال ہماری صحت کے لیے بڑا ضروری ہے۔ ہمارے ضِلعے میں موسم سرما کی سبزیاں گوبھی، پالک، شلجم، مُولی گاجر، ٹماٹر، مٹر، میتھی، آلو وغیرہ اور گرمیوں کی سبزیاں کدو، توری، بھنڈی کریلے، ٹینڈے وغیرہ ہیں۔

پالتو جانور

ہم پڑھ چکے ہیں کہ کھیتوں میں ہل چلانے کے لیے بیل دُودھ اور گوشت حاصل کرنے کے لیے گائیں، بھینسیں، بکریاں اور اُون و گوشت حاصل کرنے کے لیے بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ضِلعے میں بڑی اچھی نسل کے جانور پالے جاتے ہیں۔ آیئے ان کا حال پڑھیں۔

بھینس ہمارے ضِلعے میں پائی جانے والی بھینس کا رنگ عام طور پر کالا ہوتا ہے اس کے ماتھے پر سفید داغ ہوتا ہے۔ جیسے سفید رنگ کا پھُول ہو۔



سینگ اندر کو مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پتلی، لمبی اور زمین تک لٹکتی ہوئی سفید دُم ہوتی ہے۔ اس قسم کی بھینسیں ہمارے ضِلعے میں عام مِلتی ہیں البتہ تمام کی تمام کالے رنگ کی نہیں ہوتیں۔ ان میں سے بعض بھورے رنگ کی ہیں۔ ان کو ہم پیار سے "بھوری" کہتے ہیں۔ یہ نیلی راوی نسل کی بھینسیں ہیں۔ اس نسل کی بھینسیں خُوب دُودھ دیتی ہیں۔

گائے اور بیل ہمارے ضِلعے میں ساہیوال نسل کی گائیں عام پائی جاتی ہیں۔

ان کا اصل وطن دریائے راوی اور دریائے ستلج کے درمیان اور نزدیک کا علاقہ ہے۔

"ساہیوال گائے" دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔ اس کا عام طور پر رنگ سُرخی مائل ہوتا ہے۔ "ساہی وال گائے" زیادہ دُودھ دینے کی وجہ سے مشہور ہے۔

ہمارے ضِلعے کے بیل بھاری بھر کم ہوتے ہیں۔ ان کی گردن کے نیچے بھاری اور پھیلی ہوئی جھالر بہُت خُوبصُورت لگتی ہے۔ ان کا گوشت بڑا لذیذ ہوتا ہے۔ ان سے عام طور پر سُست رفتار کام ہی لیے جاتے ہیں۔ اس نسل کے بیل کی جلد نرم اور ڈھیلی ڈھالی ہوتی ہے۔

گھوڑا

گھوڑا بہُت ہمت والا جانور ہے۔ اگر اسے تانگے میں جوت دیا جائے تو مالک جتنی چاہے سواریاں بٹھا دے۔ اس کے اشارے پر چل پڑتا ہے۔ اگر اس کی پیٹھ پر بیٹھ کر سواری کی جائے تو میلوں سفر کرنے کے بعد بھی تھکنے کا نام نہیں لیتا۔ ضِلعے میں جہاں کہیں بھی جائیں گھوڑا ضرور نظر آئے گا۔ تانگے میں جتا ہوا ہے اور سواریاں کھینچ رہا ہے۔ ریڑھے میں جتا ہے۔ تو بھاری سامان کھینچ رہا ہے۔ شہر والے اور دیہات والے اس سے یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سبز چارا مِلے یا خشک، یہ خُوشی خُوشی کھا لیتا ہے۔

ہمارے ضِلعے کے بلوچی نسل کے گھوڑے مشہور ہیں۔ ان گھوڑوں کا قد درمیانہ، سر بڑا سا اور کان لمبے نوکیلے اور کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ گھوڑے بہُت چست ہوتے ہیں۔ اس لیے نیزہ بازی اور سواری کے لیے انھیں

بہُت پسند کیا جاتا ہے۔



بھیڑ ہمارے ضِلعے میں "توہی" اور "بچی نسل" کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ بھیڑ بہُت مفید جانور ہے۔ اس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اور اس کی اُون سے سویٹر اور گرم کپڑے بھی بنائے جاتے ہیں۔

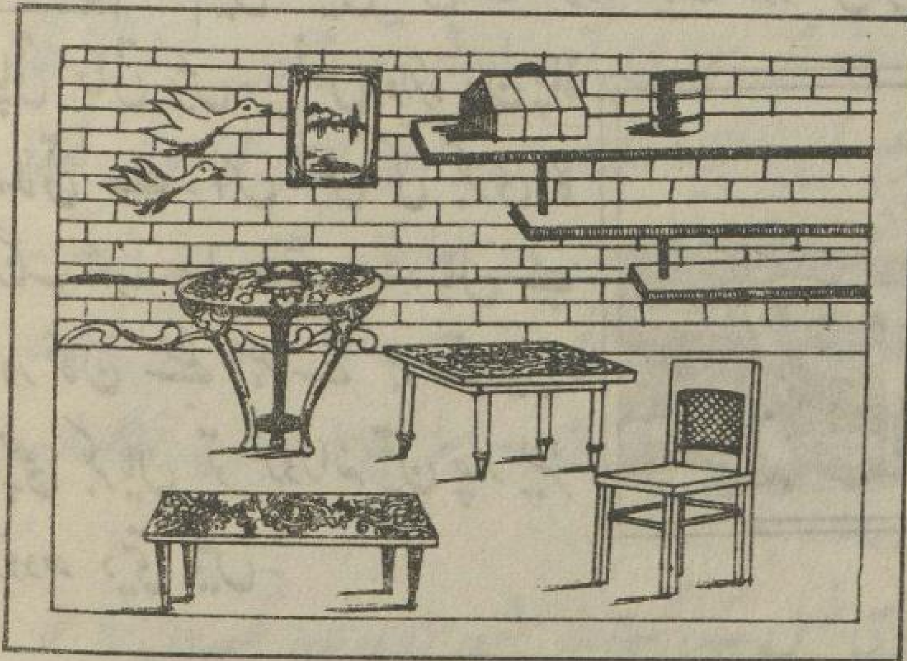
بکری ہمارے ضِلعے میں "بتیل نسل" کی سیاہ اور سفید دھبوں والی بکریاں عام ہیں۔ بتیل نسل کے علاوہ ایک اور نسل کی بکریاں بھی ہمارے ہاں پائی جاتی ہیں۔ یہ نسل "دائرہ دین پناہ" کہلاتی ہے۔ اس نسل کی بکری کا رنگ عموماً سیاہ، قد لمبا، بال لمبے اور کان لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اچھی بکریاں تو روزانہ تین چار لیٹر دُودھ دیتی ہیں۔



دستکاریاں اور کارخانے

دستکاریاں

ہم سب کے پاس کچھ نہ کچھ فارغ وقت ضرور ہوتا ہے۔ اگر اس فارغ وقت میں کوئی کام کرتے رہیں تو ایک ہماری آمدنی بڑھتی ہے۔ دوسرے ہم ملک کی ترقی میں حصّہ لے سکتے ہیں۔ یہ چھوٹے موٹے کام جو گھروں میں بھی ہو سکتے ہیں۔ انھیں "گھریلو دستکاری" کہتے ہیں۔ ان گھریلو دستکاریوں میں کچھ تو کاریگر ایسے ہیں جو فارغ وقت میں یہ کام کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو سارا دن یہی کام کرتے رہتے ہیں۔



ہمارے ضِلعے کے کاریگر ہاتھ سے بڑی اچھی اور عمدہ چیزیں بناتے ہیں۔ اجرک اور لنگیاں بنانے کا کام اور سندھی کڑھائی کا کام ٹھٹھہ صادق آباد اور پاولیاں میں قالین اُونی اور سُوتی چادریں، کھیس اور دریاں بنائی جاتی ہیں اس کے علاوہ مٹی کے برتن بھی بنائے جاتے ہیں۔

ہمارے ضِلعے کے کارخانوں میں بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں اور ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے بہُت سی چیزیں بناتے ہیں۔ چیزیں جتنی زیادہ بنیں گی۔ لین دین اتنا ہی زیادہ ہو گا۔ میل ملاپ بڑھے گا۔ ہمارے پاس زیادہ پیسے ہوں گے۔ ہم اچھے مکان بنائیں گے۔ اچھے کپڑے پہنیں گے۔ اچھے سکول بنائیں گے اور اچھی تعلیم حاصل کریں گے۔

آیئے آج ہم اپنے ضِلعے کے چند مشہور کارخانوں کی سیر کریں۔

زرعی آلات کے کارخانے

میاں چنوں میں زرعی آلات بنانے کے چند چھوٹے اور بڑے کارخانے لگائے گئے ہیں۔ جہاں ہر قسم کے ہل، تھریشر، ٹرالیاں اور دیگر زرعی آلات بنتے ہیں۔

کپاس بیلنے کے کارخانے

کپاس چننے کے بعد اسے بیل گاڑیوں اور ٹرکوں میں لاد کر کارخانوں میں لے آتے ہیں۔ یہاں بنولے الگ کر لیے جاتے ہیں اور رُوئی الگ۔ رُوئی کو ایک مشین کے ذریعے دبا کر اس کی گانٹھیں بنائی جاتی ہیں جنھیں کالونی ٹیکسٹائل مِلز اور پاکستان کی دوسری مِلوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔

خانیوال، کبیر والا اور میاں چنوں میں کپاس بیلنے کے کارخانے ہیں۔ یہاں بنولوں سے تیل نکالنے والے کارخانے بھی قائم کیے گئے ہیں۔

گندم پیسنے کے کارخانے

ہمارا ضِلع گندم کی پیداوار کے لیے بھی بہُت مشہور ہے۔ گندم سے آٹا، سُوجی اور میدہ بنانے کے لیے خانیوال میں کارخانے قائم ہیں۔

ذرائع آمدورفت

اگر ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا ہو تو ہم تانگے، گڈے، بس رکشہ، ٹیکسی، کار، ریل یا ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں سفر کی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے حکومت نے پکی اور کچی سڑکیں اور ریلوے لائنیں بنائی ہوئی ہیں۔ آیئے اپنے ضلعے کی سڑکوں اور ریلوں کا حال پڑھیں۔

سڑکیں

ہمارے ضلع میں سڑکوں کا جال بچھا ہوا ہے۔ پکی سڑک اینٹ، پتھر اور تارکول سے بنائی جاتی ہے۔ یہ صاف اور سخت ہوتی ہے۔ اس پر عام طور پر تیز رفتار گاڑیاں چلتی ہیں جیسے بس، کار، ٹرک وغیرہ۔

خانیوال پاکستان کی بڑی سڑک، شاہراہ پاکستان پر واقع ہے۔ خانیوال پکی سڑکوں کے ذریعے ضلع کے باقی شہروں اور قصبوں سے ملا ہوا ہے۔ سڑکیں ضلع کے باہر پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی جاتی ہیں۔ شاہراہ پاکستان ہمارے ہمسایہ ضلع ساہیوال سے آتی ہے اور میاں چنوں، کچا کھوہ، خانیوال، کبیروالا، قادرپور راواں ہوتی ہوئی ملتان پہنچتی ہے۔ ایک اور سڑک کبیروالا سے ہوتی ہوئی ہمارے ہمسایہ ضلع جھنگ میں شورکوٹ کو چلی جاتی ہے۔ کبیروالا سے ایک سڑک جنوب کی طرف خانیوال سے ہوتی ہوئی چک 74 تک جاتی ہے۔

ان پکی سڑکوں کے علاوہ ہمارے ضلعے میں کچھ کچی سڑکیں بھی ہیں۔ جو دیہات کو آپس میں ملاتی ہیں۔ کچی سڑک پر سفر دھیرے دھیرے ہوتا ہے۔

کچی سڑک پر عام طور پر اُونٹ، گھوڑے اور گدھے چلتے ہیں۔

ریلوے لائن

ریل گاڑی لوہے کی بنی ہوئی پٹڑیوں پر چلتی ہے۔ یہی پٹڑیاں ریل کی سڑک ہے۔ اسے "ریلوے لائن" کہتے ہیں۔ ریل گاڑی ہر جگہ نہیں رکتی۔ اس کے رُکنے کے لیے خاص جگہ بنی ہوتی ہے۔ جسے "ریلوے سٹیشن" کہتے ہیں۔

ایک ریلوے لائن ہمارے ہمسایہ ضلع ساہیوال سے داخل ہوتی ہے۔ اسے "مین لائن" کہتے ہیں۔ اس لائن پر میاں چنوں، ضلع خانیوال کا پہلا سٹیشن آتا ہے۔ ایکسپریس گاڑی تیز چلتی ہے اور چھوٹے سٹیشنوں پر نہیں رُکتی۔ جو گاڑی ہر سٹیشن پر رُکتی ہے اسے "پسنجر گاڑی" کہتے ہیں۔ یہ سُست چلتی ہے۔

جس گاڑی میں مال ڈھویا جاتا ہے۔ اسے "مال گاڑی" کہتے ہیں۔

میاں چنوں سے براستہ کچا کھوہ ریل گاڑی خانیوال آتی ہے۔ خانیوال کا سٹیشن بہُت بڑا ہے۔ خانیوال جنکشن ہے۔ جس سٹیشن پر کئی ریلوے لائنیں ملیں اسے "جنکشن" کہتے ہیں۔ خانیوال میں ریل گاڑی کے انجنوں کا بہُت بڑا شیڈ ہے یہاں انجنوں کی مرمت ہوتی ہے۔

ایک اور بڑی لائن شور کوٹ سے ہوتی ہوئی ہمارے ضلعے میں داخل ہوتی ہے جو عبدالحکیم، مخدوم پور، پھوڑاں، خانیوال، پرویز والا، جہانیاں ہوتی ہوئی ضلع وہاڑی میں داخل ہو جاتی ہے۔

ہوائی راستہ

اگر جلدی سفر کرنا ہو تو ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں۔ ہوائی جہاز کے ذریعے دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔

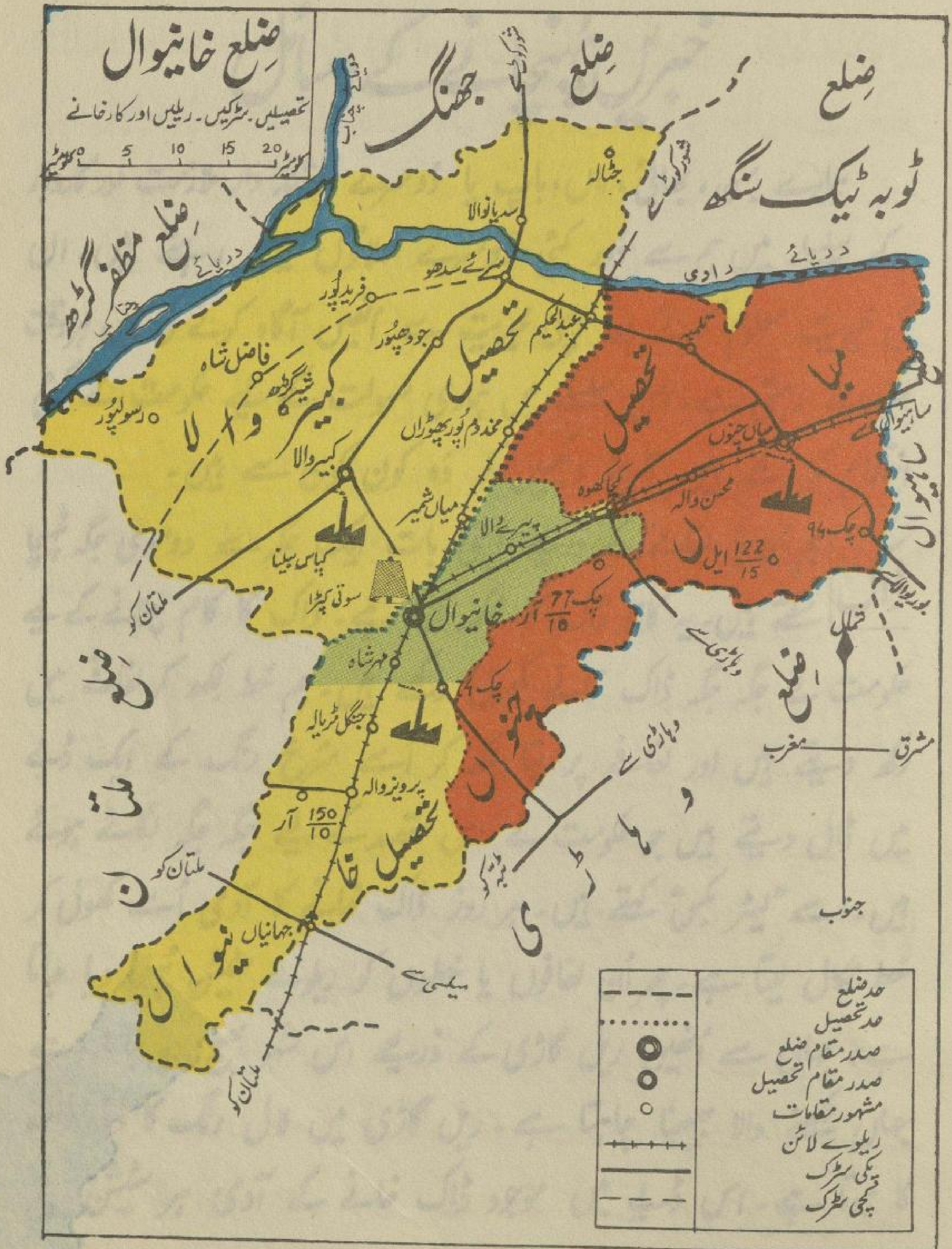
ہوائی جہاز ہر جگہ نہیں اتر سکتا۔اس کے اترنے کی خاص جگہ ہوتی ہے۔ جسے "ہوائی اڈا" کہتے ہیں۔ہمارے قریب ضلع ملتان میں ایک ہوائی اڈا ہے۔



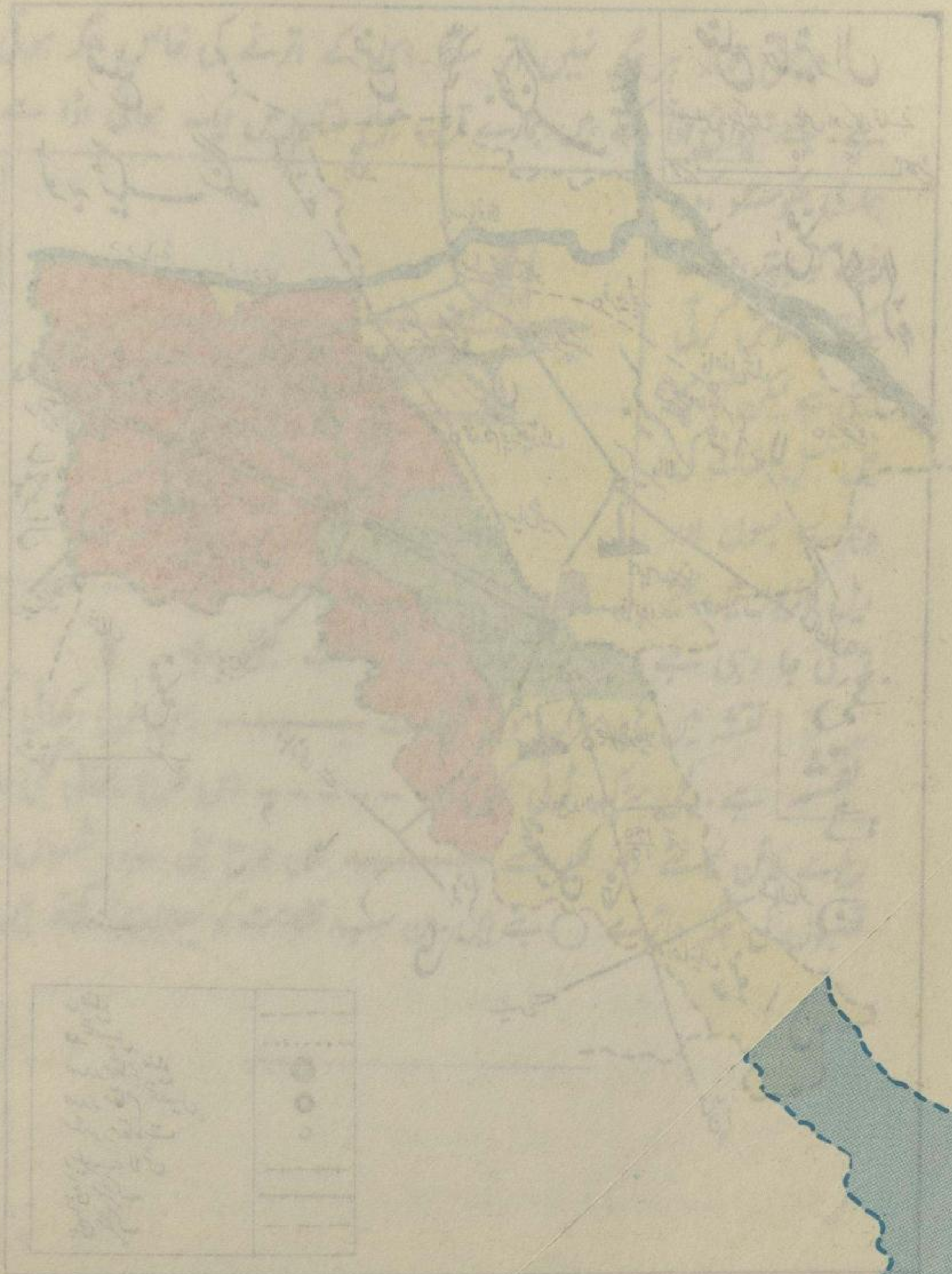
ہماری حکومت آمدو رفت کو بہتر بنانے کے لیے کوشش کرتی رہتی ہے لیکن آبادی میں مسلسل اضافے کی وجہ سے بسوں اور ریل گاڑیوں میں بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے۔ جو عموماً حادثات کا باعث بنتی ہے۔

نقشہ

نقشہ میں پکی سڑک موٹی لکیر سے ——— اس طرح دکھائی گئی ہے۔ کچی سڑک ٹوٹی لکیر سے - - - - اس طرح دکھائی گئی ہے ریلوے لائن کانٹے دار لکیر سے ┼┼┼┼┼┼┼┼ اس طرح بنی ہے۔ شہروں اور قصبوں کی جگہ دائرے ○ بنے ہیں۔ان سب نشانات کو "علامات" کہتے ہیں۔



ضلع خانیوال
تحصیلیں۔ سڑکیں۔ ریلیں اور کارخانے
0 5 10 15 20 کلومیٹر
ضلع جھنگ
ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ
ضلع مظفر گڑھ
دریائے راوی
بھٹالہ
سدیانوالا
سرائے سدھو
فرید پور
عبدالحکیم
جودھپور
تحصیل
فاضل شاہ
شیر گڑھ
رسول پور
کبیر والا
مخدوم پور پہوڑاں
میاں شیر
کپاس بیلنا
سوتی کپڑا
خانیوال
پیرے والا
تحصیل
میاں چنوں
محسن والا
کچا کھوہ
چک ۹۲
ایل 122/15
چک 77/10 آر
ملتان کو
مہرشاہ
جنگل ٹریالہ
پرویزوالہ
150/10 آر
تحصیل
جہانیاں
ملتان کو
میلسی سے
وہاڑی سے
شمال
مشرق
مغرب
جنوب
حد ضلع
حد تحصیل
صدر مقام ضلع
صدر مقام تحصیل
مشہور مقامات
ریلوے لائن
پکی سڑک
کچی سڑک



خبریں پہنچانے کے وسائل

ہمارے بہن، بھائی، ماں، باپ یا دُوسرے رشتہ دار ملازمت اور کاروبار کے سلسلے میں ہم سے دُور کئی دُوسرے علاقوں میں رہتے ہیں۔ ان کی خیریت معلوم کرنے اور اپنی خیریت سے اُنھیں آگاہ کرنے کی ہمیں ہر وقت ضرُورت رہتی ہے۔ اس سلسلے میں ہماری سہولت کے لیے حکومت نے کئی انتظام کر رکھے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ وُہ کون کون سے ہیں۔

ڈاک ہم خط یا لفافے کے ذریعے اپنی بات ایک جگہ سے دوسری جگہ پُہنچا سکتے ہیں۔ یہ کام ڈاک کا محکمہ کرتا ہے۔ ڈاک کا کام چلانے کے لیے حکومت نے جگہ جگہ ڈاک خانے کھول رکھے ہیں۔ ہم خط لِکھ کر لفافے میں رکھ دیتے ہیں اور لفافے پر پتا لِکھ کر اُسے سُرخ رنگ کے ایک ڈبے میں ڈال دیتے ہیں جو حکومت نے اس مقصد کے لیے جگہ جگہ لگائے ہوئے ہیں۔ اسے "لیٹر بکس" کہتے ہیں۔ ہر روز ڈاک خانے کا آدمی اُسے کھول کر خط نکال لیتا ہے۔ پھر اُن لفافوں یا خطوں کو ریلوے سٹیشن پُہنچا دیا جاتا ہے، جہاں سے اُنھیں ریل گاڑی کے ذریعے اس شہر بھیج دیا جاتا ہے جہاں لِکھنے والا بھیجنا چاہتا ہے۔ ریل گاڑی میں لال رنگ کا ڈبا، ڈاک کا ہوتا ہے۔ اس ڈبے میں موجود ڈاک خانے کے آدمی ہر سٹیشن پر

وہاں کی ڈاک دے دیتے ہیں اور وہاں سے دُوسری جگہوں کی ڈاک لے لیتے ہیں۔

جہاں ریل گاڑی نہیں جاتی، وہاں ڈاک بسوں سے بھیجی جاتی ہے۔ جہاں بس بھی نہیں جاتی، وہاں آدمی ڈاک لے کر جاتا ہے جسے "ہرکارہ" کہتے ہیں۔

ڈاکیا گھر گھر جاتا ہے اور ڈاک تقسیم کرتا ہے۔ خطوں کے علاوہ ڈاک خانے سے رُوپے بھی ایک جگہ سے دُوسری جگہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ اسے "منی آرڈر" کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی پیکٹوں میں بند کر کے ڈاک سے بھیجی جا سکتی ہیں، ان پیکٹوں کو "پارسل" کہتے ہیں۔

تار

اگر کوئی پیغام جلدی بھیجنا ہو تو تار کے ذریعے بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ تار گھر بھی ڈاک خانے کی طرح کا دفتر ہوتا ہے۔ تار گھر میں تار فارم پڑے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فارم پر اس شخص کا پتا جس کو تار بھیجنا ہے، اپنا نام اور پیغام لِکھ کر اگر دفتر کے بابو کو دے دیں تو وُہ تار کے لفظ گِن کر پیسے لے لے گا اور بعد میں ایک مشین کے ذریعے پیغام اس جگہ پُہنچا دے گا، جہاں ہم چاہتے ہیں۔

ٹیلی فون

ٹیلی فون ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے ایک جگہ کا آدمی دوسری جگہ کے آدمی سے بات چیت کر سکتا ہے۔ ٹیلی فون کا ایک حِصّہ کان کے ساتھ لگاتے ہیں جس میں سے

دُوسری طرف سے بولنے والے کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ دُوسرا حِصّہ مُنہ کے قریب رکھتے ہیں جہاں سے ہماری آواز دُوسرے تک جاتی ہے۔

ریڈیو

ریڈیو ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے ہم ملکی و غیر ملکی خبریں اور دیگر پروگرام سُن سکتے ہیں۔ جس جگہ سے یہ پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، اسے "ریڈیو سٹیشن" کہتے ہیں۔ وہاں ایک کمرہ ہے۔ اس کمرے میں جو کچھ بولا جائے بجلی کے ذریعے ہوا میں پھیل جاتا ہے، اسے "لہر" کہتے ہیں۔ جب ہم اپنا "ریڈیو" کھولتے ہیں، تو یہ "لہریں" ہمارے ریڈیو میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہی آواز سُنائی دینے لگتی ہے جو ریڈیو سٹیشن سے بولی جاتی ہے۔

ٹیلی ویژن

ریڈیو پر تو صرف آواز ہی سُنائی دیتی ہے مگر ٹیلی ویژن ایک ایسا آلہ ہے، جس میں بولنے والے کی تصویر بھی دکھائی دیتی ہے۔ ٹیلی ویژن ایک بڑے ریڈیو کی طرح ہوتا ہے۔ اس کے سامنے والے حِصّے پر شیشہ لگا ہوتا ہے، جسے 'سکرین' کہتے ہیں۔ اس سکرین پر تصویر آتی ہے۔ ریڈیو کی طرح ٹیلی ویژن کا بھی سٹیشن ہوتا ہے۔ اس سٹیشن سے تصویر اور آواز، دونوں "لہروں" کے ذریعے ٹیلی ویژن تک آتی ہیں۔

جب ہم اپنا ٹیلی ویژن کھولتے ہیں تو آواز سُنتے ہیں اور تصویر بھی دیکھتے ہیں۔

ضِلعے کا انتظام

حکومت نے عوام کی سہولت اور بہتری کے لیے ہر ضِلعے میں مختلف معاملات کی نگرانی کے لیے کئی محکمے قائم کیے ہوئے ہیں۔ یہ محکمے عوام کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہر محکمے کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ جو اپنے محکمے کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔

ہمارے ضِلعے کا صدر مقام خانیوال ہے۔ اس میں ہر ضلعی محکمے کا بڑا دفتر ہے۔ یہاں ضِلعے کی کچہریاں بھی ہیں۔

ڈپٹی کمشنر

خانیوال کی ضِلع کچہری میں اگر جائیں تو ایک دفتر پر پاکستان کا جھنڈا لہراتا نظر آتا ہے۔ یہ ڈپٹی کمشنر کا دفتر ہے۔ ڈپٹی کمشنر ضِلعے کا انتظام چلاتا ہے اور ہر طرح کا امن و امان قائم رکھتا ہے۔ عام طور پر اُسے "ڈی۔سی" کہتے ہیں۔

پولیس

ضِلعے میں امن و امان قائم کرنے کے لیے پولیس کا محکمہ ڈی۔سی کی مدد کرتا ہے۔ پولیس لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرتی ہے۔ ضِلعے کی پولیس کے سب سے بڑے آفیسر کو "سپرنٹنڈنٹ پولیس" کہتے ہیں۔ عام طور پر اُسے 'ایس۔پی' بھی کہا جاتا ہے۔

ہر ضِلعے میں بہُت سے تھانے ہوتے ہیں۔ ہر تھانے کا ایک حلقہ

ہوتا ہے۔ تھانے کے اہلِ کار اپنے حلقے کے اندر رہنے والے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کے ذمّے دار ہوتے ہیں۔ جب کبھی کوئی شخص کوئی شکایت لے کر تھانے جاتا ہے، تو اس کی شکایت کو ایک رجسٹر میں لِکھ لیا جاتا ہے۔ اُسے "رپٹ درج کرنا" کہتے ہیں۔ بعد میں اس پر مناسب اور ضرُوری کارروائی کی جاتی ہے۔

عدالت

جب کوئی شخص کسی دُوسرے شخص کو مالی یا جسمانی نقصان پُہنچاتا ہے تو اس کو پولیس والے پکڑ کر میجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو ملزم کہا جاتا ہے۔ میجسٹریٹ پولیس والوں کی بات سُنتا ہے، مُلزم کی بات بھی سُنتا ہے اور پھر فیصلہ کرتا ہے کہ آیا اس شخص کو سزا دی جائے یا نہیں۔ میجسٹریٹ کے دفتر کو 'عدالت' کہتے ہیں۔ ضِلعے کی بڑی عدالت کو 'سیشن جج' کی 'عدالت' کہتے ہیں۔ اس عدالت میں ڈاکہ، قتل، چوری، مارپیٹ وغیرہ کے مقدمے پیش کیے جاتے ہیں۔ ان مقدموں کو "فوجداری مقدمے" کہتے ہیں۔

کبھی کبھی زمین یا جائیداد کا جھگڑا بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے، دوسرا کہتا ہے کہ میرا ہے۔ اس قسم کے مقدموں کو "دیوانی مقدمے" کہتے ہیں۔ ایسے مقدموں کا فیصلہ سِوِل جج کرتے ہیں۔ عدالتوں میں کچھ لوگ کالا کوٹ پہنے گھومتے نظر آتے ہیں۔ یہ وکیل

ہیں۔ یہ قانون کی خاص تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور اب فیصلہ کرنے میں عدالت کی مدد کرتے ہیں۔

محکمۂ تعلیم سکولوں کے انتظام کے لیے ہر ضلعے میں ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ہوتا ہے۔ اس کو 'ڈی-ای-او' بھی کہتے ہیں۔ یہ ضلعے کے پرائمری اور ہائی سکولوں کے مسائل اور انتظامات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ ڈی-ای-او کی مدد کے لیے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اپنے حلقے کے پرائمری سکولوں کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ لڑکوں کے سکولوں کے معائنے کے لیے مرد اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اور لڑکیوں کے سکولوں کے معائنے کے لیے خواتین مقرّر ہیں۔

محکمۂ صحت لوگوں کے علاج کے لیے حکومت نے محکمۂ صحت قائم کیا ہے۔ یہ محکمہ ہر ضلعے میں کئی ہسپتال کھولتا ہے۔ ہر ہسپتال میں ڈاکٹر ہوتے ہیں جو مریض کا معائنہ کرتے ہیں اور دوائی دیتے ہیں۔ اگر مریض زیادہ بیمار ہو تو اسے ہسپتال میں داخل کر لیتے ہیں اور جب تک وُہ تندرُست نہ ہو جائے، وہیں زیرِ علاج رہتا ہے۔

محکمۂ صحت بیماریوں کی روک تھام کا انتظام کرتا ہے۔ اس کے لیے صفائی کرواتا ہے، دوائیں چھڑکواتا ہے اور لوگوں کو بیماری سے بچانے کے لیے ٹیکے لگاتا ہے۔ ان سب کاموں کا انتظام

ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کرواتا ہے۔

ضلع کونسل ضلعے کے دیہاتی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک ضلع کونسل ہے۔ ضلع کونسل کا دفتر ضلع کے صدر مقام میں ہوتا ہے۔ ہمارے ضلعے کی ضلع کونسل کا دفتر خانیوال شہر میں ہے۔ ضلع کونسل صحت اور صفائی کا انتظام کرتی ہے۔ گاؤں کی چھوٹی چھوٹی سڑکیں بھی بنواتی ہے۔

میونسپل کمیٹی شہروں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی اپنے علاقے میں صحت اور صفائی کا انتظام کرتی ہے۔

ضلعے کا انتظام اچھی طرح چلانے کے لیے اسے چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ضلع خانیوال کو تین تحصیلوں یا سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے، خانیوال، میاں چنوں اور کبیر والا۔

رفاہی ادارے

حکومت نے لوگوں کو سہولتیں پُہنچانے کے لیے کئی ادارے کھول رکھے ہیں۔ آیئے ان میں سے کچھ کا حال پڑھیں۔

سکُول عامر تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ اس کے سکُول کا نام گورنمنٹ پرائمری سکُول ہے۔ وہاں بچے پانچویں جماعت تک پڑھتے ہیں۔ پانچویں جماعت پاس کر لینے کے بعد بچے ہائی سکُول میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عامر کے ابّا جان کہتے تھے کہ جب عامر پانچویں جماعت پاس کرلے گا تو اسے ہائی سکُول میں داخل کرا دیں گے۔ عامر کی خالہ شہر کے قریب ایک گاؤں میں رہتی ہیں۔ وہاں ہائی سکُول نہیں، مڈل سکُول ہے۔ مڈل سکُول میں بچے آٹھویں جماعت تک پڑھتے ہیں۔ جب عامر کے خالہ زاد بھائی احسن نے گورنمنٹ ہائی سکُول خانیوال میں داخلہ لے لیا تو وہ عامر کے گھر رہنے لگا۔ یہ اس کی خالہ کا گھر ہے۔

احسن کا سکُول بہُت خوُب صوُرت ہے۔ اس میں بہُت سے کمرے اور بہُت سے اُستاد ہیں۔ کھیل کا ایک میدان بھی ہے۔ احسن کبھی کبھی عامر کو بھی اپنے ساتھ سکُول لے جاتا ہے۔ کبھی ڈراما دکھانے کے لیے اور کبھی میچ دکھانے کے لیے۔

ساجد، عامر کا ہم جماعت ہے اور اس کا دوست بھی۔ ساجد کی باجی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول میں پڑھتی ہے۔ اس سکول میں چھٹی سے دسویں جماعت تک صرف لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ ساجد کی چھوٹی بہن ثمینہ جب پانچ سال کی ہو گئی تو ساجد اور اس کے ابّا اسے قریبی گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول میں داخل کروا آئے۔ وہاں ثمینہ جیسی چھوٹی لڑکیاں پانچویں جماعت تک پڑھتی ہیں۔ ثمینہ شوق سے سکول جاتی ہے۔ ضلع میں قریباً ہر محلے اور ہر قصبے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکول ہیں۔

کالج

عامر کے بڑے بھائی جان نے پچھلے سال دسویں کا امتحان اوّل درجے میں پاس کر لیا تھا۔ اب وہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے ہیں۔ عامر ایک دن ان کے ساتھ ان کے کالج بھی گیا تھا۔ کالج تو ہائی سکول سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ وہاں لڑکے ایف۔اے اور بی۔اے کی تعلیم پاتے ہیں۔ بعض کالجوں میں ایم۔اے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ کالج کا تمام انتظام پرنسپل صاحب کرتے ہیں۔

ہسپتال

عامر باقاعدگی سے سکول جاتا ہے لیکن پچھلے مہینے اس کو بخار آنے لگا، اس لیے وہ کئی دن سکول نہ جا سکا اور اسے چھٹّی لینا پڑی۔ عامر کے ابّا جان علاج کی غرض سے اُسے ہسپتال لے گئے۔ وہاں بہت سے مریض اور ڈاکٹر تھے۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے عامر کو بھی ایک آلہ

لگا کر اچھی طرح دیکھا اور پرچی پر دوا لکھ دی۔ ساتھ والے کمرے میں دوائیں تھیں۔ عامر کے ابّا جان نے پرچی وہاں جا کر دکھائی اور وہاں سے عامر کے لیے کچھ گولیاں اور پینے کی دوا مل گئی۔ عامر حیران تھا کہ کسی نے بھی ان سے دوا کے پیسے نہیں مانگے۔

عامر کے ابّا جان نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے کھولے گئے ہسپتالوں میں بیماروں کا علاج مُفت ہوتا ہے۔ ان میں ماہر ڈاکٹر ہوتے ہیں اور ایکسرے لینے و آپریشن کرنے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ ابّا جان نے یہ بھی بتایا کہ ضلع میں کئی اور بھی ہسپتال ہیں، جن میں مختلف بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کئی ایک ڈسپنسریاں بھی قائم ہیں۔ ان ڈسپنسریوں میں معمولی بیماریوں کا علاج تو ہو جاتا ہے، لیکن جو لوگ زیادہ بیمار ہو جائیں، انھیں شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جانا پڑتا ہے۔

حیوانات کے ہسپتال

ایک دن ساجد کی مُرغی بیمار ہو گئی۔ اس نے نہ تو انڈا دیا، نہ دانہ کھایا اور سُست سی بیٹھی تھی۔ عامر نے ساجد سے کہا آؤ، تُمھاری مُرغی کو ہسپتال لے چلیں اور انھی ڈاکٹر صاحب سے دوا لے آئیں جنھوں نے مجھے دوا دی تھی۔ عامر کے ابّا جان نے سُنا تو وُہ ہنس پڑے۔

انھوں نے بچّوں کو بتایا کہ جانوروں اور مویشیوں کے علاج کے لیے

حکومت نے الگ ہسپتال بنائے ہیں، جنھیں "حیوانات کے ہسپتال" کہتے ہیں۔ پھر عامر کے ابّا جان، عامر، ساجد اور اس کی مُرغی کو اپنے ساتھ حیوانات کے ہسپتال لے گئے۔ وہاں ڈاکٹر صاحب صرف جانوروں اور مویشیوں کا علاج کر رہے تھے۔ لوگ اپنی گائیں، بھینسیں، گھوڑے، مُرغیاں وغیرہ لے کر آئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ساجد کی مُرغی کا معائنہ کر کے اُسے ٹیکا لگایا اور کچھ دوا اُسے کھلانے کے لیے دے دی۔ عامر کی مُرغی دو تین روز ہی میں ٹھیک ہو گئی۔

کوآپریٹو بینک

عام بینکوں کے بارے میں تو ہم پڑھ چکے ہیں۔ ان کے علاوہ چند بینک ایسے بھی ہیں جنھیں لوگ مِل جُل کر چلاتے ہیں۔ ایسے بینکوں کو 'کوآپریٹو بینک' کہتے ہیں۔ یہ بینک ضرورت مند کسانوں کو بیج خریدنے، مکان بنانے اور مِل جُل کر ٹریکٹر خریدنے کے لیے آسان شرطوں پر قرضے دیتے ہیں۔ یہ بینک گھریلو دستکاریاں لگانے والوں کو بھی قرضہ دیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السّلام

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان انسان کی خاطر بنائے۔ حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ آپؑ کو عِلم سکھایا اور آپؑ کو اتنی عزّت دی کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ ابلیس نے ایسا نہ کیا اور ہمیشہ کے لیے شیطان کہلایا۔

حضرت آدمؑ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ وہ بھی حضرت آدمؑ کے ساتھ جنت میں رہنے لگیں۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں زمین پر بھیج دیا اور فرمایا کہ تُمھارے لیے وہاں رہنے کی جگہ ہے اور زندگی کا سامان ہے۔ شیطان کا خیال رکھنا وہ تُمھارا دشمن ہے۔

حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا زمین پر آئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علم کے مطابق زمین کو آباد کیا۔

حضرت آدمؑ نے لمبی عُمر پائی اور آپؑ کی بہُت اولاد ہوئی۔ آپؑ نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اسے ایک ماننے اور نیک کام کرنے کا حکم دیا۔ آپؑ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیمؑ آج سے کوئی چار ہزار سال پہلے مُلکِ عراق میں پیدا ہوئے۔ وہاں کے لوگ بتوں کی پُوجا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کا والد آزر بھی بتوں کی پُوجا کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی بنایا تو سب سے پہلے آپؑ نے اپنے والد کو سمجھایا اور کہا۔ "ابّا جان! آپ ان بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ یہ نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کوئی نفع ہی پُہنچا سکتے ہیں" مگر آپؑ کے والد نے آپؑ کی بات نہ مانی۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے مُلک کے بادشاہ نمرود کے پاس بھی گئے، جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ نمرود اپنے آپ کو لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ آپؑ نے کہا کہ تو خدا نہیں۔ خدا وہ ہے جو سُورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو خدا ہے تو سُورج کو مغرب سے نکال دے۔ بادشاہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

آپؑ نے اپنی قوم کو بھی سمجھایا کہ خدا ایک ہے، صرف اس کی عبادت کرو، سُورج، چاند، ستارے خدا نہیں اور یہ بُت جن کی تم پُوجا کرتے ہو، کسی کام کے نہیں۔ قوم نے بھی آپؑ کی بات نہ مانی۔

ایک دن آپؑ بُت خانے میں گئے اور وہاں پڑے ہوئے تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ صرف بڑا بُت رہنے دیا اور ایک کلھاڑا اُس بُت کے سامنے رکھ دیا۔ جب لوگ واپس آئے تو انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا۔ "اے ابراہیمؑ! تم نے ہمارے بُتوں کو توڑا ہے؟" آپؑ نے جواب دیا، "اس بڑے بُت سے پوچھیں، اگر یہ بولتا ہے۔" اس طرح حضرت ابراہیمؑ نے کافروں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر بُت اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمھاری مدد کیا کریں گے۔

یہ سُن کر لوگ غصّے میں آ گئے اور انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کافروں نے آپؑ کو آگ میں پھینک دیا مگر اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور آپؑ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ کو مکہ چھوڑ آئے۔ جب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوئے تو حضرت ابراہیمؑ کو خدا کی طرف سے حکم مِلا کہ اپنے بیٹے کو اس کی راہ میں قربان کر دیں۔ آپؑ فوراً اللہ کا حکم ماننے پر تیار ہو گئے اور بیٹے سے کہا کہ مجھے ایسا حکم مِلا ہے، تم کیا کہتے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا کہ ابّا جان! جو حکم مِلا ہے، آپؑ اس پر عمل کریں۔ آپؑ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو لٹا دیا اور چھُری چلانا شروع کی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کی معرفت پیغام پہنچایا کہ اے ابراہیم! تم آزمائش میں پورے اُترے ہو اور حکم ماننے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس فرشتے کا نام حضرت جبرائیلؑ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کی قربانی پسند آئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کو بچا لیا۔ اور جانور کی قربانی دینے کا حکم دیا۔ مسلمان آپؑ کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنی حیثیت کے مطابق قربانی کرتے ہیں۔

آپؑ اللہ کے خلیل کہلاتے ہیں۔ خلیل پیارے دوست کو کہتے ہیں۔ جب آپؑ نے اللہ کی ہر بات مانی اور توحید کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کو بڑی عزّت دی اور آپؑ کو اپنا دوست بنا لیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وُہ اپنے فضل سے انھیں اور ان کی اولاد کو اسلام پر قائم رکھے اور ان میں ایک بہت بلند مقام والا نبی پیدا کرے۔ خدا نے آپؑ کی یہ دُعا قبول فرمائی اور اس کے نتیجے میں ہمارے پیارے رسُول صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم آپؑ کی نسل میں پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیمؑ ہی نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مِل کر مکہ میں اللہ کا گھر بنایا، جسے "کعبہ" کہتے ہیں۔ دُنیا کے تمام مسلمان اس کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور وہیں حج کرنے جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت عیسیٰؑ فلسطین میں پیدا ہوئے۔ آپؑ کی والدہ حضرت مریم بڑی نیک خاتون تھیں۔ آپؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ بنی اسرائیل نے مذہب میں کئی بُری باتیں شامل کر رکھی تھیں۔ وُہ دُوسروں کا مال کھاتے اور ظلم کرتے تھے۔ دنیا کے نفع کی خاطر ہر کام کرتے مگر خدا کو خُوش کرنے کا انھیں خیال تک نہ تھا۔ آپؑ نے انھیں اللہ کا حکم سُنایا۔ شرُوع میں چند لوگ ایمان لائے اور اکثر نے مخالفت کی۔

حضرت عیسیٰؑ ہمیشہ کہا کرتے کہ خدا کو ایک مانو اور سچّے دل سے اس کی عبادت کرو، کسی پر ظلم نہ کرو۔ اگر کوئی زیادتی کرے تو اسے معاف کر دو۔ ہر ایک سے محبت کرو اور کسی کو دُکھ نہ پُہنچاؤ۔

حضرت عیسیٰؑ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیماروں کو تندرُست کر دیتے، اندھوں کی آنکھیں ٹھیک کر دیتے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے۔ جدھر جاتے، غریب اور بیمار آپؑ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپؑ سب سے پیار کرتے اور کسی سے نفرت نہ کرتے۔ بلکہ ان کے دُکھ دُور کرتے۔ اس وجہ سے لوگ آپؑ کی بہُت عزّت کرتے تھے۔

دشمنوں نے علاقے کے حاکم کے پاس شکایت کی کہ یہ شخص نیا مذہب پھیلا رہا ہے۔ اپنے جادو کے اثر سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ حکومت پر قبضہ کر لے گا۔

حاکم نے یہودیوں کی بات سُنی اور سچّا سمجھ کر وہ حضرت عیسیٰؑ کا دشمن ہو گیا۔ آپؑ کو پکڑنے کے لیے سپاہی بھیجے گئے تاکہ آپؑ کو (نعوذَ بِاللہ) قتل کرا دیا جائے۔ مگر اللہ نے حاکم کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور آپؑ کو اپنی طرف اٹھا لیا۔

ہمارے پیارے نبیؐ

حضرت محمدؐ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم

حضرت محمدؐ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم قریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپؐ نہایت اچھی عادتوں کے مالک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، کسی کے ساتھ دھوکا نہ کرتے۔ آپؐ کی نیکی اور سچائی کی وجہ سے مکے کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے۔

حضرت محمدؐ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اللہ کی یاد کے لیے مکے سے باہر غارِ حرا میں چلے جاتے۔ جب آپؐ کی عمر چالیس سال ہوئی تو اس غار میں اللہ کا فرشتہ آیا جس نے آپؐ کو قرآن پاک کی کچھ آیتیں پڑھائیں اور بتلایا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔

اللہ کے حکم کے مطابق آپؐ نے لوگوں کو ہدایت کی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ نیک کام کرو اور ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ ابتدا میں مکے کے چند لوگ ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھی بن گئے۔ اکثر لوگوں نے سخت مخالفت کی۔ کافروں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو بہت تنگ کیا اور ان پر بڑے ظلم کیے

مگر آپؐ نے کسی قیمت پر اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ اس پر کافروں نے آخر فیصلہ کیا کہ آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیج کر آپؐ کو اس بات کی خبر دے دی اور حکم دیا کہ مکے سے مدینہ ہجرت کر جائیں۔

مدینے کے کچھ لوگ ایمان لا چکے تھے۔ جب انھوں نے حضرت محمدؐ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے آنے کی خبر سُنی تو وُہ بہُت خُوش ہوئے۔ آپؐ نے مدینہ منوّرہ میں پُہنچ کر اللہ کی عبادت کرنے کے لیے زمین خرید کر مسجد بنائی، جسے "مسجد نبوی" کہتے ہیں۔ مسجد بنانے میں حضورؐ نے خود بھی حصّہ لیا۔ آپؐ نے لوگوں کو اللہ کا پیغام سُنایا اور مدینے کے اور لوگ بھی آپؐ پر ایمان لانے لگے۔

مکّے کے کافروں نے مدینے میں بھی حضرت محمّدؐ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا اور مُسلمانوں پر بار بار حملے کرتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتح دی اور کافر ذلیل ہوئے۔ ہجرت کے آٹھ سال بعد مکہ فتح ہو گیا اور خانہ کعبہ جو بتوں سے بھرا پڑا تھا، صاف کر دیا گیا۔

فتح مکہ کے دن آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ اب دوسرے علاقوں کے لوگ بھی ایمان لانے لگے اور اس طرح پُورے مُلک عرب میں آپؐ کا پیغام روز بروز

مقبول ہوتا گیا۔

آپؐ جو وعدہ فرماتے، اُسے پُورا کرتے۔ آپؐ کو کسی کا ڈر نہ تھا۔ آپؐ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور مسلمانوں کو بھی اللہ سے ڈرنے کی تعلیم دیتے۔ آپؐ کو بچّوں سے بڑی محبت تھی۔ جب آپؐ گلی سے گزرتے تو چھوٹے بچّے آپؐ کا دامن پکڑ لیتے۔ حضورؐ ان سے پیار کرتے۔

ہمارے پیارے رسُول حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی ہر بات ایسی تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ اللہ کے آخری رسُول ہیں۔ آپؐ کو تمام دُنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ یہ شان کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔

آپؐ نے تریسٹھ سال کی عمر پائی۔ آپؐ کا روضہ مبارک مدینہ منوّرہ میں ہے۔

کتاب بہترین ساتھی ہے
اس سے پیار کیجئے
اسے ضائع ہونے سے بچائیے

اپیل

پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ ایک قومی ادارہ ہے جو پنجاب کے طلبہ کے لیے معیاری اور سستی نصابی کُتب بروقت مہیا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ مگر کچھ جعل ساز ناجائز منافع کے لیے بورڈ کی شائع کردہ کُتب کے جعلی ایڈیشن گھٹیا کاغذ پر ناقص طباعت کے ساتھ مارکیٹ میں فروخت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بورڈ کو مالی نقصان پہنچانے کے علاوہ اس کی بدنامی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ طلبہ اور والدین سے توقع کی جاتی ہے کہ ایسی کتب کی اطلاع بورڈ کو دیں تاکہ ضروری سدِباب کیا جا سکے۔ بورڈ کی نصابی کتابوں کی نشاندہی بورڈ کے اس نشانِ خصوصی سے ہوتی ہے جو ہر کتاب کے سرورق پر چھپا ہوتا ہے۔

بورڈ کی کتابوں کے علاوہ طلبہ اضافی کُتب خریدنے کے پابند نہیں ہیں۔
جماعت سوم کے لیے صِرف درجِ ذیل کُتب ہی جائز ہیں۔

1 — اُردو کی تیسری کتاب
2 — قرآنی قاعدہ
3 — سائنس 3
4 — ریاضی
5 — معاشرتی عُلوم (مُتعلقہ ضِلع)

عبدالوحید
چیئرمین
پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ
21-ای-2-گلبرگ-3-لاہور

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ۔ لاہور۔
منظور کردہ۔ قومی ریویو کمیٹی، وفاقی وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان۔

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد　　کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان　　ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام　　قوّتِ اخوّتِ عوام
قوم، ملک، سلطنت　　پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مراد

پرچم ستارہ و ہلال　　رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال　　جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذوالجلال

تجرباتی ایڈیشن	طباعت	تاریخ اشاعت	تعداد اشاعت
اوّل	اوّل	مارچ 1986ء	15,000

سیریل نمبر　330

قیمت　3\00